اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر اوّل لغایت ہشتم — جلد نوزدہم

بابت سنہ ۱۳۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۲ء

فہرست مضامین

نمبر (۱) لغایت (۸)

(۱) وصیت ابی سعید محمد حسین

(۲) سود و قمار و لاٹری اور انجمن ہائے اسلامیہ۔

(۳) حکیم امام الدین امرتسری کی مجوزہ لاٹری پر نوٹ صفحہ (۶۰)

(۴) ضمیمہ مضمون جسمیں ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعام ریاست حیدر آباد کی مجوزہ لاٹری پر بحث ہے صفحہ (۶۱)

(۵) لاٹری کے متعلق ایک افسوسناک خبر اور اخبار وکیل سے ایک سوال صفحہ (۷۲)

(۶) مضمون سود و قمار لاٹری کا اسلامی انجمنوں پر اثر صفحہ (۷۴)

(۷) محمدیوں و عیسائیوں وغیرہ کے مباحثات کے اصول و مقدمات صفحہ (۸۵)

(۸) مرزا کے دام سے بچانے اور مرزائیوں کو ساکت کرنیکی تدبیر صفحہ (۹۱)

(۹) یہ رسالہ اس دفعہ کیوں غیر معمولی دیر سے نکلا صفحہ ۹۳

(۱۰) مرزا کو ہم نے کیوں چھوڑا اور مقدمہ فوجداری گورداسپور کی کیفیت صفحہ ۹۷

(۱۱) فتویٰ جواز امامت قادیانی [illegible]

شرح قیمت رسالہ

اس رسالہ کی قیمت عموماً عہ رسالانہ ہے۔ خاص قیمت (جو روسائے اسلام سے لیجاتی ہے) چوبیس روپیہ جنکی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں اُن سے چھ روپیہ۔ جن کی دس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں اُن سے رعایتاً تین روپیہ جو دس روپیہ آمدنی بھی نہیں رکھتے پر استطاعت علمی رکھتے ہیں اور رسالہ کی اشاعت اور خریدار رسالہ بہم پہنچانے میں کوشش کرتے ہیں انکو [illegible] ہونا چاہیئے۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

واجب العرض تین امر

(۱) اس رسالہ کا اکثر حصہ جس میں مضمون سود و قمار لاٹری اور انجمن ہائے اسلامیہ داخل ہے۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ کا چھپا ہوا مطبع میں پڑا رہا۔ باقی حصہ مضمون اور اُس کی کاپیاں کاتب رسالہ اور کارکنان مطبع کے پاس پھنسا رہا۔ خاکسار اور کام میں مصروف رہا جسکا ذکر اس رسالہ میں ہوا ہے۔ اس وجہ سے اُن حضرات کو تقاضا نہ کر سکا جس کے سوائے آجکل غالباً کوئی کام نہیں چل سکتا۔ اس لئے اشاعت رسالہ میں غیر معمولی توقف ہو گیا۔ اس اثناء میں مولوی محمد حسن صاحب ساکن بھین (خدا اُن کو غریق رحمت کرے) جو اس مضمون میں مخاطب کیئے گئے تھے فوت ہو گئے۔ اور وہ انجمنیں بھی جن کی نسبت یہ مضمون تھا نیست و نابود ہو گئیں۔ ان اشخاص اور جماعتوں کے گذر جانے کے بعد اس مضمون کی اشاعت کو کوئی "مشت بعد از جنگ" یا "تریاق از عراق" کا مصداق سمجھے کیونکہ جن مسایل کی اس مضمون میں تحقیق و تدقیق ہوئی ہے (جو اس تفصیل سے کسی

اسلامیہ پریس لاہور میں چھپا

کتاب میں یکجا دیکھی نہیں گئی -) وہ کسی شخص یا جماعت سے . یا کسی وقت
وزمانہ سے خصوصیت نہیں رکھتی - بلکہ وہ عام مسلمانوں کے لئے ہر وقت
کار آمد اور واجب العلم ہے - وہ اشخاص اور جماعتیں گذر گئی ہیں تو کیا ہوا -
اِس زمانہ تاریکی علوم دینی - اور روشنی و ترقی لامذہبی یورُپ و بیدینی میں مسلمانوں
کے لئے آئے دن - اور نئے سورج ایسے معاملات درپیش ہوتے اور ہونے والے
ہیں - جو ان انجمنوں کو پیش آئے تھے - آجکل فروخت گھڑیوں کیلئے کسی یورپین
عیار نے ایک قمار یا لاٹری کی صورت نکالی ہے - کہ تین روپیہ سردست خرچ
کرو - اور تیس پینتیس روپیہ کی گھڑی لو - اور باقی قیمت اور لوگوں سے وصول کر کے دو
اور اُس میں سے اپنے دیئے ہوئے تین روپیہ رکھ لو - اور واپس لو - اِس صورت
سے گھڑی [illegible]
ڈالیں گے تو ان کو گھڑی مفت میں پڑیگی - وہ لوگ اِس طمع میں پھنس کر سردست تین
تین روپیہ خرچ کر کے گھڑی لے کر باقی روپیہ دوسروں کے ذمہ ڈالتے چلے جاتے ہیں
جس کا آخری نتیجہ شائد یہ نکلے گا کہ جن لوگوں نے اخیر پر روپیہ دیا ہوگا ان کو کچھ نہ
ملے گا - جس میں بعض اہل علم مُبتلا ہو گئے ہیں - جیسے اُن انجمنوں کے پھندے میں
پھنس گئے تھے - اس مضمون کو پڑھ کر مسلمان خصوصًا انگریزی مولوی (جو
انگریزی پڑھانے والے سکولوں و کالجوں میں عربی لٹریچر کے مدرس ہیں - اور
علوم حدیث و فقہ و اصول میں مہارت نہیں رکھتے) بہت سی بلاؤں سے بچ جائینگے
انشاء اللہ تعالے - اور اگر سچ صریح پوچھو تو یہ مضمون اُن ہی انگریزی مولویوں
کی آگاہی و رہنمائی کے لئے لکھا گیا ہے - جو ہنوز زندہ ہیں - لہٰذا یہ مضمون "مُشت
بعد جنگ" یا "تریاق از عراق" کا مصداق نہیں ہے -

(۲) یہ رسالہ چونکہ مدت سے دیر کے بعد نکلتا ہے جس کا گذشتہ سالوں کے

(۱۲) مراسلت جسمیں دعاوی وعقائد مرزا کی نسبت سوال وجواب ہے صفحہ ۱۱۰ -
(۱۳) مرزا اور اُسکی جماعت کی درخواست ۲۷ و ۲۸ جولائی کا جواب صفحہ ۱۱۳ -
(۱۴) دو ضروری نوٹ بتعین مرزا کی دعوت حکم ہونے اور بالمقابلہ عربی لکھنے کا جواب اور پیر صاحب کے جلسہ لاہور کی کیفیت ہے صفحہ ۱۲۸ -
(۱۵) مسجد چینیا نوالی لاہور میں قیامت کی علامت اور اس مسجد میں حدیث نبوی کی توہین و اہلحدیث کی اہانت (جس میں چکڑالوی پر چند سوالات اور انکا جواب اور جواب الجواب ہے صفحہ ۱۴۱
(۱۶) تکملہ جواب الجواب جسمیں چکڑالوی کے نئے جہالات کا بیان ہے صفحہ ۱۹[illegible]
(۱۷) چکڑالوی کے حق میں فتوے علماء پنجاب وہندوستان ص ۲۰۹
(۱۸) رسالہ نظام و توقد [illegible]
[illegible] سری نظر جسمیں ہر [illegible]
[illegible] قرآن پر وقف [illegible]
[illegible] ہے ص [illegible]

حالت کے کہ اس کی وصیت لکھی ہوئی	متفق علیہ ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۷)

اُس کے پاس ہو۔

اِس وصیت نبوی کے مطابق یہ خاکسار ہمیشہ اپنی وصیت کو کاغذات اور بیاض میں لکھ رکھتا ہے۔ مگر اب خیال آیا ہے۔ کہ حیات مُستعار کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور متفرق کاغذات اور بیاض اکثر متعلقین کی نظر سے نہیں گذرتے۔ لہذا مناسب سمجھا کہ میں اپنی وصیت کو اپنے رسالے میں مشتہر کروں۔ جو کس و ناکس کے ملاحظہ سے گذرتا ہے۔ اور اُسکی تعمیل پر ہر ایک مسلمان میرے وارثوں کو مجبور کر سکتا ہے۔ اگر کوئی وارث اس سے انحراف کرے تو تو اس تعمیل کے واسطے گورنمنٹ کا حکم ایک قوی و مؤثر سبب موجود ہے۔

میرے انتقال کے بعد اگر ... تو

ادائے دَین (جو میرے ذمہ ہو۔ اور وہ میرے کاغذات و رجسٹروں میں موجود ہو یا میرے قرضخواہوں کی دست آویزات یا کھاتہ یا میرے دستخطی رقعات میں پایا جائے) مطابق حکم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور وراثت تقسیم کیا جائے اور جو جائداد غیر منقولہ اسوقت تک میرے قبض و تصرف میں ہے وہ بطور وراثت تقسیم ہو بلکہ وہ میری اولاد و متعلقین پر جنکا نفقہ میرے ذمہ واجب ہے وقف ہو۔ اسمیں نہ کسی وارث کو بیع کا اختیار ہو نہ رہن کا نہ ہبہ کا۔ بلکہ سکونتی مکانات میں صرف اُن کو سکونت کا اختیار ہے۔ اور اراضی کی آمدنی سے بقدر گزارہ خرچ لینے کا (خرچ کی تفصیل و تشریح میں ایک مفصل تحریر میں کرونگا۔ اور سرکار میں اس کی رجسٹری کرا دونگا) اختیار ہے۔ اور جو اُن کے اخراجات سے بچے وہ کسی مدرسہ اسلامیہ صرف تعلیم ... کے لئے سکونتی مکان میری اپنی خداداد زر سے خریدے ہوئے تین ہیں۔ ایک قدیم۔ دوسرا دیوان خانہ۔ تیسرا مکان منہدم جسکا صرف ملبہ (خشت و چوب) ... دو نو عیال کی سکونت کے واسطے وقف ہو

[illegible]عرصہ ان کو پورا کرنا اب مشکل نظر آتا ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ درمیانی سالوں کو جبکہ رسالہ نہیں نکل سکا نکال کر اس جلد کو اس سال ۱۹۰۲ء کی بابت شمار کیا جائے۔

جن لوگوں کا سنہ ۱۸۹۶ء سے چندہ پیشگی وصول ہو چکا ہے اُنکا چندہ اس سال سے محسوب کیا جاوے اور جن لوگوں کے ذمہ چندہ سنہ ۱۸۹۵ء تک باقی چلا آتا ہے وہ وصول شدہ پرچوں کا (جو اخیر سنہ ۱۸۹۵ء تک اُن کو وصول ہو چکے ہیں) چندہ ادا کر کے پھر ابتدائے سنہ ۱۹۰۲ء سے چندہ واجب الادا سمجھیں۔ اور درمیانی سالوں (سنہ ۱۸۹۶ء لغایت اخیر سنہ ۱۹۰۱ء) کو نکال دیں۔ [illegible] و نو فریق کو بذریعہ رقعات اُن کا حساب بتایا جائیگا۔ اور اگر دو نو فریق بذریعہ رقعات اجازت دیں تو ایک ایک کا حساب نام بنام رسالہ میں چھاپ دیا جائے گا۔

(۳) جن معاونوں کا چندہ سال حال تک آتا رہا ہے اُن کا دلی شکریہ ہے۔ جو حضرات [illegible] بقایا دار ہیں وہ [illegible] کا نام [illegible] اور نام بنام فہرست بقایا چھاپنے کی نوبت نہ آنے دیں۔

وصیّت ابی سعید محمد حسین

وَصّٰے اِلٰہُ وَصّیتْ رُسُلُہٗ فَلِذَا

خداتعالےٰ نے وصیت کی اور اس کے رسولوں نے بھی کی

کَانَ التَّاسِّیْ بِھِمْ مِنْ اَفْضَلِ الْعَمَلِ

اس امر میں اُن کی پیروی افضل اعمال سے ہے

[illegible]آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی ہے کہ کسی مسلمان کا جس کے پاس وصیت کے لائق مال ہو۔ [illegible] کام [illegible]

[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] امرءٍ مسلم له شئ يوصي فيه [illegible]
[illegible] ... مكتوبة عنده

میں والدہ حافظ عبد الشکور و ابو اسحق و عبد الباسط وغیرہم سکونت رکھے۔ حویلی قدیم میں والدہ
عبد السلام و عبد الرشید و محمد اطہر و احمد حسین و عبد النور وغیرہم رہے۔ منہدم مکان کو میری زندگی
ہی میں اُسکا ملبہ خشت و چوب کو اپنے تصرف میں لاکر میری بیٹی امتہ السلام جو صاحب اولاد ہے اپنے
خرچ سے تعمیر کرلے۔ یہ مکان اُس کے اور اس کی اولاد کے لئے وقف ہے۔ میرے کسی
وارث کا حق نہ ہوگا کہ وہ اس مکان سے اُس کو بے دخل کرے۔ یا سکونت میں اُن کی
مزاحمت یا مشارکت چاہے۔ ہاں وہ اپنی رضامندی سے جس کو چاہے ساتھ رکھے۔
اراضی جو خدا تعالےٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلوائی ہے۔ چار مربع ہے۔ از انجملہ دو
مربعوں کی کاشت زمین و انتظام کا اختیار حافظ عبد الشکور۔ اور اُس کے بھائیوں کے
سپرد ہے۔ دو مربعوں کی کاشت وغیرہ انتظام کا اختیار عبد الرشید اور اُس کے
بھائیوں کے سپرد ہے۔ اس انتظام میں ایک فریق دوسرے فریق کی مزاحمت
نہ کرے۔ ہاں بہ تراضی طرفین جو چاہے دوسرے کا شریک ہے۔

اس دخل و اختیار و استحقاق گزارہ کیلئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ میری ذریت و اولاد نماز روزہ
وغیرہ احکام دین کی پابند اور دین کے خادم رہیں۔ اور علم دین کم سے کم قرآن و حدیث پڑھے پڑھائیں
اور سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت اختیار نہ کریں جسمیں پڑھنا پڑھانا اُن سے چھوٹ جائے۔ جو شخص اس شرط
کا خلاف کریگا اُسکا کوئی استحقاق نہ ہوگا کہ وہ اسکے انتظام میں دخل دے یا اس سے گزارہ لے۔ میری
اس وصیت میں میرے کسی وارث کو کوئی شرعی یا قانونی عذر ہو تو وہ اسکو بذریعہ تحریر ظاہر کرے
اس تحریر کو کسی اخبار میں چھپوا دے یا میرے پاس بھیجدے۔ تاکہ میں اس کو اس رسالہ میں مشتہر
کر کے اسکا جواب دوں۔ اور اگر کسی نے کوئی عذر نہ کیا اُسکے سکوت کو اُسکی رضا سمجھا جائیگا
اور بحکم حدیث نبوی اُس کی رضامندی سے اس وصیت کو جائز تصور کیا جائیگا۔ وہ حدیث یہ ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجوز وصیۃ لوارث الا ان یشاء الورثۃ یعنی
وصیت کسی وارث کیلئے جائز نہیں۔ ہاں اسصورت میں جائز ہے کہ باقی ورثہ اسکو مان لیں۔

(ابو سعید محمد حسین)

-3

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

سود۔ قمار۔ لاٹری وغیرہ
اور
انجمن ہائے اسلامیہ

مضمون سود۔ قمار۔ لاٹری وغیرہ رسالہ نمبر ۱۰ جلد ۱۲ میں بہ ۱۸۹۸ء شروع ہوا تھا اسی سال سے طاعون عقاید میرزائی شروع ہو گیا۔ تو مسلمانوں کا روحانی حکیم اور دینی خادم اشاعۃ السنہ اور سب کاروبار چھوڑ کر اُسی طاعون کے معالجہ و مدافعت میں لگ گیا۔ اور جلد ۱۸ رسالہ تک (جو ۱۸۹۶ء میں ختم ہوئی ہے) اس مرض مہلک کے اثر سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش میں مصروف رہا۔ اس سال خدا تعالیٰ نے اس مرض کے تعدیہ عام کو روک لیا ہے۔ اور اس مرض کے متعفن مادہ الہامات منتنہ منذرہ قادیانی کو زور حکومت سے بند کرا دیا ہے چنانچہ مضمون شکست قادیانی میں بضمن نمبر ۹ جلد ۱۸ بیان ہوا ہے۔ تو اب پھر وہ وقت آگیا ہے کہ وہ پچھلے ناتمام مضامین کو پورا کرے۔ اور پھر تفسیر القرآن (جسکا اشتہار نمبر ۹ میں دیا گیا ہے) شروع ہو۔ لہذا سب سے پہلے اس مضمون کو شروع کیا جاتا ہے جس کا ایک باعث یہ بھی ہوا ہے کہ پنجاب کے بعض اسلامی انجمنوں نے مسلمانوں کی شادی و وفات کے متعلق ایسے فنڈ (مدات) کھول دیئے ہیں جو سود و

قمار یا لاٹری سے خالی نہیں ہیں۔ اور ان انجمنوں کی ایسی کارروائیوں کی نسبت چاروں طرف سے استفتا آتے ہیں جنکے قلمی جوابات لکھنے میں بہت اوقات صرف ہو چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی صرف ہوتے نظر آتے ہیں۔ از انجملہ بعض استفتا حضرت شیخنا و شیخ الکل جناب مولانا سید **محمد نذیر حسین صاحب** محدث دہلوی کی خدمت عالی میں دہلی پہنچے۔ اور وہاں سے جواب لکھنے کا حکم لیکر خاکسار کے پاس آئے ہیں اور اکثر براہ راست خاکسار کے پاس پہنچے ہیں اس قسم کے پرانے استفتاؤں کو ہم ذکر نہیں کر سکتے تازہ استفتا جو سال حال میں پہنچے ہیں بطور تمثیل نقل کئے جاتے ہیں۔ پس از انجملہ ایک استفتا متعلق انجمن مسلم تنبول فنڈ گورداسپور ہی جس کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شمولیت ایسے فنڈوں میں جیسے کہ آجکل جاری ہیں مثلاً مسلم تنبول فنڈ گورداسپور میں جسمیں ہر شخصکو باوقات مختلف اور شادیوں پر ۱۰ روپیہ کے تنبول دینا پڑتا ہے۔ اور اپنی شادی کے موقعہ پر اس رقم ادا کردہ سے اسکو زیادہ تنبول ملجاتا ہے۔ اس قسم کی زیادتی میں اور ایسے فنڈ میں شامل ہونا۔ اور امداد دینا۔ اور امداد حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا قواعد کی کاپی بغرض ملاحظہ حاضر ہے۔"

راقم شیر محمد امام مسجد حجامان گورداسپور۔

اس استفتاء کے راقم میاں شیر محمد صاحب اپنے خط ۸ مئی ۱۸۹۶ء میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ استفتا میں نے لاہور امرتسر دہلی۔ ملتان۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ کانپور۔ آگرہ۔ وغیرہ شہروں کے علماء کے پاس روانہ کیا ہے کہیں سے جواب نہیں آیا۔ اور اس سے پہلے وہ صاحب بٹالہ میں خاکسار کو ملے تو مظہر ہوئے کہ لاہور امرتسر کے جن علماء کے پاس میں نے یہ سوال پیش کیا۔ ان سبھوں نے آپ ہی کا نام لیا۔ اور کہا کہ انکے پاس پہنچاؤ۔ وہی اسکا جواب دینگے۔

دوسرا استفتاء اسی انجمن کے متعلق بالاگھاٹ ممالک متوسط سے آیا ہے جس کی نقل یہ ہے :-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

۱۹۶ ۲۸-اپریل سنہ ۱۸۹۸ء

از ابو محمد جمال الدین بخدمت جناب مولانا ومرشدنا مولوی صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - جو انجمن گورداسپور میں شادی کے واسطے مسمے بہ مسلم تنبول گورداسپور قائم ہوئی ہے - شرعاً ہمیں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں - اور دنیوی طور پر شریک ہونا فائدہ مند ہے یا نہیں مطلع فرمایئے گا

(دستخط جمال الدین ڈاکٹر بالاگھاٹ جیل و پولیس -)

تیسرا استفتاء جو اسی انجمن کے متعلق موضع سوہل ضلع گورداسپور سے آیا ہے یہ ہے :-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

[illegible] صاحب [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ - عرض یہ ہے کہ حال میں مسلم تنبول فنڈ نکلا ہے گورداسپور میں - اس کا بیان بمفصل اپنی کتاب میں جلد ۱۹ میں لکھیں خاکسار نے بعض علماء سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا تو جواب ملا کہ درست ہے - اور بعض علماء کا قول ہے کہ نادرست ہے - اب میں سکوت کر گیا ہوں - جب آپ کی کتاب چھپ جاویگی تو بعد مطالعہ کے میں منادی کرونگا - مورخہ ۱۸ - مئی سنہ ۹۸ء -

چوتھا استفتاء متعلق انجمن معین المسلمین لاہور ہے - جو گھیانہ ضلع جھنگ سے آیا ہے :-

جناب مولوی صاحب جی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد واضح ہوئے کہ کمترین فرزند مولوی رحیم بخش ساکنہ بٹالہ محلہ قاضیاں ہتیاں کا ہے شاید جناب کو معلوم ہوگا - میرا نام حبیب اللہ ولد مولوی رحیم بخش ہے متصدی حلوائی میری دکان میں دکاندار ہے - ایک مسئلہ کی بابت عرض ہے - کہ بواپسی ڈاک مطلع فرماویں - جو انجمن معین المسلمین لاہور میں مقرر ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں - اس میں داخل ہونا یا اِل کر تنبول وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں - بہت جلد جواب سے ممتاز فرماویں - چنانچہ ۱۲؍ روپے پانصد برادران سے لیوے -

راقم حبیب اللہ خان چٹھی رسان نگہبانہ ضلع جھنگ سیال - ۲۴ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچواں استفتاء - اسی انجمن معین المسلمین کے متعلق ہی جو دہلی میں حضرت شیخ الکل کے حضور میں پہنچا اور وہاں سے خاکسار کے پاس جواب لکھنے کے لئے حکم لے کر آیا -

۷۸۶ از دفتر انجمن معین المسلمین لاہور ۱۵ - مارچ ۱۸۹۸ء

سراج امت احمدی قدوہ طریقت محمدی حضرت مولانا مولوی سید نذیر حسین صاحب دام اللہ فیوضکم پس از سلام سنت الاسلام کہ طریقۂ اہل اسلام است معروض خدمت فیض درجت آنکہ اگرچہ مجکو جناب سے ظاہرا نیاز حاصل نہیں - مگر آں ذات ملکی صفات کے فیض عام کے شہرہ نے جو ضیائے آفتاب کی طرح تمام عالم میں روشن ہے اس خاکسار کو بھی اس قدر جرأت دلائی کہ جناب کو ایک مسئلہ شرعی کے لئے تکلیف دوں - امید کہ از راہ خلق محمدی و ہمدردی اسلام گوارا فرما کر احکام مناسبہ [illegible]

کچھ عرصہ سے لاہور میں چند مسلمانوں نے ملکر ایک ایسی انجمن قائم کی ہی جو شادی کے موقعہ پر اپنے ممبر کو ایک معقول رقم سے امداد دیتی ہے - اس وقت اس انجمن میں قریبا ۱۱۰۰ ممبر ہیں یعنے ۱۱۰۰ شخص شامل ہیں - انہیں سے جب کسی ممبر کے شادی ہوتی ہے تو باقی تنبول جمع کر کے بطور امداد اسکو دیتے ہیں - تنبول یعنے نوتہ دینے والوں میں تین قسم کے ممبر ہیں - ایک وہ جو ایک روپیہ دینے والے ہیں - دوم وہ جو ۸ ر دیتے ہیں - سوم وہ جو کم مایہ غریب لوگ ہیں ۴ ر دیتے ہیں - اسطرح عہ ر - ۸ ر - ۴ ر کے مختلف چندوں سے تنبول جمع کر کے اُن ممبروں کو جنکے ہاں شادی ہونیوالی ہے - روپیہ حسب حصص دیا جاتا ہے - یعنے اگر کبھی بجائے ایک ممبر کے دو یا اس سے زیادہ ممبروں کے ہاں شادی درپیش ہو تو کل جمع شدہ تنبول میں سے اس نہج پر تقسیم کیا جاتا ہے کہ ۸ ر دینے والے ممبر کو ۸ ر آنہ کا درجہ اور ۴ ر والے کو ۴ ر کا درجہ - اور ایک روپیہ والے کو ایک روپیہ کے حساب سے لحاظ رکھ کر روپیہ تقسیم کیا جاتا ہے - میں اس سوال کو شرعی طور پر یوں پیش کرتا ہوں -

زید - عمر - بکر - خالد - وغیرہ چند صد یا چند ہزار آدمیوں نے ملکر یہ معاہدہ کیا کہ ہم میں سے

جس شخص کے ہاں شادی ہووےگی ہم سب اُسکو ایک خاص رقم شادی کے موقعہ پر بطور تنبول دیا کرینگے۔ کیا یہ صورت اسلام کی رو سے جائز ہے۔ انمیں سے ایک شخص جس نے ابھی ۴ یا ۵ تنبول پر روپیہ دیا ہے۔ اور کل رقم جو اسکی طرف سے وصول ہوئی ہے۔ مقدار میں صرف ۴ یا ۵ روپیہ ہیں۔ اور جب اسکے ہاں شادی ہوئی تو اسوقت ممبروں کی تعداد ۱۰۰۰ ہے تو کیا وہ شخص شرعاً ایک ہزار روپیہ پانے کا مستحق ہے۔ حالانکہ خود اُسنے ابھی چار یا پانچ روپیہ تنبول دیا ہے۔ کیا اسکا یہ چندہ تنبول بطور احسان کے ہے۔ اور کیا احسان جسکے عوض احسان کی امید یقینی ہو جائز ہے۔ یا کیا اُسکا چندہ بطور قرض کے ہے۔ اور کیا ایسا قرض جسکے عوض اُسے چند صد یا چند ہزار لینے کی امید ہو جائز ہے۔ +

قواعد انجمن ہذا جسکی نسبت یہ سوال ہے ملف ہذا ہے۔ المرسلہ منشی محمد فیروز الدین جنرل سکرٹری انجمن ہذا (دستخط انگریزی محمد فیروز الدین جنرل سکرٹری۔) جواب کے لئے دو ٹکٹ ارسال ہیں۔

اسی مضمون کا ایک استفسار انجمن محمدی برادران لاہور کی طرف سے قاضی ظفر الدین صاحب مدرس عربی یونیورسٹی کالج لاہور کے ذریعہ سے مولوی محمد حسن صاحب ساکن بھین ضلع جہلم سابق مدرس راولپنڈی اسلامیہ سکول کے پاس پہنچا۔ اور وہ معہ اس جواب کے جو مولوی محمد حسن صاحب نے دیا ہے۔ اس انجمن کے قواعد مشتہرہ کے ساتھ شامل ہو کر چھپا اُسکا پرچہ انجمن کیطرف سے ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کے ارسال سے انجمن کا یہ مقصود مفہوم ہوتا ہے کہ اگر اس استفتاء کا وہ جواب صحیح ہے تو مؤلف اشاعۃ السنہ اس جواب کی تصدیق کرے اور مقاصد انجمن کی تائید۔ اور اگر وہ جواب صحیح نہیں تو وہ خود جواب صحیح لکھے۔ اس مقصود کی نظر سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم انجمن کے استفتاء اور اس کے جواب کو جو مولوی محمد حسن صاحب نے دیا ہے اس مقام میں بلفظہ نقل کریں۔

نقل فتویٰ مولوی محمد حسین صاحب ساکن بھیین بجواب استفتاء انجمن محمد محمدی برادران لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

زید و عمرو و بکر و خالد چند صد یا چند ہزار آدمیوں نے یہ معاہدہ کیا کہ ہم میں سے جو شخص فوت ہوگا ہم اسکے ورثائے متعینہ کو ایک خاص رقم بعد اسکی وفات کے عطا کرینگے۔ کیا یہ صورت اسلام کی رو سے جائز ہے۔ ان میں سے ایک شخص جس نے ابھی چار پانچ اموات کا چندہ دیا ہے۔ اور کل رقم جو اسکی طرف سے وصول ہوئی ہے۔ اسکی تعداد صرف پانچ سات روپیہ ہے اور جب وہ خود مرا ہے اسوقت ممبروں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ کیا وہ شخص شرعاً ایک ہزار روپیہ کا مستحق ہے۔ حالانکہ اس نے خود صرف چھ سات روپیہ دیئے ہیں۔ کیا اسکا چندہ دینا بطور احسان کے ہے۔ اور کیا ایسا احسان جس کے عوض احسان کی امید یقینی ہو جائز ہے یا کیا اسکا چندہ دینا بطور قرض کے ہے اور کیا ایسا قرض جس کے عوض اُسے صد یا چند ہزار چندہ لینے کی امید ہے شرعاً جائز ہے۔

قواعد انجمن محمد محمدی برادران جس کی نسبت یہ سوال ہیں لف ہے۔

الجواب

الحمد للہ جل مجدہ واصلی علی محمد کثر حمدہ وآلہ وازواجہ۔ مندرجہ[1]

[1] یہ سوال اور اسکا جواب دونوں صورت واقعہ کی مخالف ہیں۔ نہ سوال مطابق واقعہ ہے نہ اسکا جواب۔ ہم اس سوال اور جواب کی غلطیوں کو جنسے یہ دونوں واقعہ کے مخالف ہو گئی ہیں اس مقام میں چند مجمل نوٹوں کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ بعد اختتام فتویٰ ہم اس اجمال کی تفصیل کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(پہلا نوٹ) اس سوال میں یہ فروگذاشت ہوئی ہے کہ اسمیں شرط عطاء اور اسکے معاوضہ کو جس سے یہ عطاء محض تبرع واحسان ہونے سے خارج ہو کر ہبہ بالعوض ہو جاتا ہے۔ اور اس انجمن کے قواعد میں اسکا مکمل کھلا ذکر ہے (ثبوت پایا جاتا ہے) ذکر نہیں کیا۔ اس اجمال کی تفصیل اس جواب کے شروع میں ہوگی جو ہماری طرف سے لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

صدر استفتا راس خاکسار عفے اللہ عنہ کو اس کے مخدوم مکرم حضرت قاضی ظفر الدین احمد صاحب امت افاضاتہ نے ارسال فرما کر اس کے جواب لکھنے کا ارشاد فرمایا حسب فقرہ الامر فوق الادب گذارش کرتا ہوں کہ چندہ مذکور ہدیہ اور احسان ہے میرے ناقص خیال میں اس پر کوئی بحث[1] نہیں ہو سکتی کہ یہ چندہ کیوں ہدیہ ہے۔ کیونکہ عرف عام میں ہدیہ کا معنے جو مشہور ہے وہ اس پر ناطق ہے۔ البتہ یہ امر قابل بحث ہے کہ ایسا ہدیہ جس کے دینے سے ہدیہ دینے والے کو زیادہ لینے کی امید ہو تو کیونکر جائز ہے اس کے تصفیہ کرنے کے واسطے کتاب اللہ سے اس وقت دو آیتیں میرے حافظہ میں ہیں[2] (سورہ روم پارہ نمبر ۲۱[3]) وما اٰتیتم من ربو لیربو فی اموال الناس فلا یربو عند اللہ یہ آیت شریفہ سرسری نگاہ میں محرمین کی دلیل ہو سکتی ہے۔ الا مفسرین علیہم الرحمۃ جہاں تک کہ مجھے معلوم ہے بالاتفاق[4] اسکی تفسیر میں بھی لکھتے ہیں کہ وہ ہدیہ جسکے عوض میں زیادت کی امید ہو حلال ہے میرے پاس اس وقت کشاف۔ معالم۔ مدارک۔ جامع البیان۔ اکلیل۔ موجود ہے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کہ میں ہر ایک تفسیر کا جدا جدا لفظ لکھوں معروف معالم التنزیل کا لفظ لکھدیا ہوں۔ اور بقیہ تفاسیر کا مضمون بالکل اُسمیں آجاویگا واختلفوا فی معنے الاٰیۃ فقال سعید بن جبیر ومجاھد وطاؤس وقتادہ والضحاک واکثر المفسرین ھو الرجل یعطی غیرہ العطیۃ لیثیب

دوسرا نوٹ [1] آپکے اس دعوی سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب فقہ میں آپکی نظر نہیں۔ اور اگر ہے تو آپکی قوت حافظہ میں قصور ہے۔ اس چندہ کو ہدیہ کہنا کتب فقہ کے برخلاف ہے اے صاحب! یہ تو بیع ہے جسکو ہبہ بالعوض بھی کہتے ہیں یا قرض مشروط بشرط ناجائز یا لاٹری۔ وقمار۔ اُسکے ہدیہ ہونے کو آپ محل بحث نہیں سمجھتے یہی تو محل بحث ہے۔

تیسرا نوٹ۔ [2] آپکا حافظہ آپکو دھوکا دیتا ہے اور نکما ہو گیا ہے۔ آیات محرمہ ربوا۔ اور احادیث اور اقوال فقہاء بکثرت اسمعاملہ کا فیصلہ کرتے ہیں۔ نہ صرف یہی دو آیتیں جو آپ کو یاد آئی ہیں۔

[3] ایسا ہی اصل میں ہے ولیکن مطلبش در بطن قائل۔

چوتھا نوٹ۔ [4] اتفاق مفسرین کا دعوے کرنا غلط ہے تفسیر کبیر۔ اور بیضاوی میں اسکا خلاف بھی موجود ہے۔ بلکہ ہر ایک تفسیر ہے جن سے آپ متمسک ہوئے ہیں خلاف مفہوم ہوتا ہے۔

اکثر منہا فھذا جائز حلال ولکن لا ثواب علیہ فی القیمۃ وھو معنے قولہ عزو جل فلا یربوا عند اللہ (معالم صـ۱۳۳ جلد ۲) فلا یربو عند اللہ۔ اگرچہ سرسری نگاہ میں اس سے وہم حرمت پیدا ہوتا ہو۔ مگر تحقیقی نگاہ سے دیکھا جاوے تو اسکا مطلب اسکی بغیر کچھ ہی نہیں ہوسکتا۔ کہ عند اللہ سے ثواب اخروی مراد ہے۔ فتح البیان صـ۵۳۸۔ آیت مذکور کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ قال السدی الربو فی ھذا الموضع الھدیۃ یھدیھا الرجل لاخیہ یطلب المکافاۃ فان ذلک لا یربوا عند اللہ ای لا یوجر علیہ صاحبہ ولا اثم علیہ وھکذا قال قتادۃ والضحاک قال الواحدی وھذا قول جماعۃ من المفسرین قال الزجاج یعنی دفع الرجل الشئ لیعوض اکثر منہ وذلک لیس بحرام۔ ولکنہ لا ثواب فیہ [illegible] ربوان فربو حلال وربو حرام فاما الربو الحلال فھو الذی یھدی یلتمس ماھو افضل منہ یعنی کما فی ھذہ الآیۃ (۲) سورہ مدثر پارہ نمبر (۲۹) آیت ولا تمنن تستکثر اس آیت کے معانی سے ایک معنی یہ بھی ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو ایسا احسان نہ کر جسمیں تجھے زیادتی کی نیت ہو۔ اور یہ معنے بھی محرمین کا استدلال ہوسکتا تھا۔ اگر اسکی نسبت حضرات مفسرین کا یہ قول نہ ہوتا کہ یہ آپ کا خاصہ ہے۔ فتح البیان صـ۷۰۳ پر لکھتا ہے قال الضحاک ھذا حرمہ اللہ علی رسولہ لانہ ماموربا شرف الاداب واجل الاخلاق۔ واباحہ لامتہ۔ کشاف اور معالم التنزیل اور جامع البیان اور مدارک۔ جو اسوقت میرے سامنے ہیں ان میں بھی یہی مضمون ہے۔ احادیث میں اگر نظر کیجاوے تو بہت

پانچواں نوٹ + غلط اور محض غلط اور معنے بھی ہوسکتے ہیں۔ اور مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ بلکہ غور کرو تو ان ہی تفسیروں سے جنسے آپ استدلال کرتے ہیں وہ معنے مفہوم ہوتے ہیں۔

چھٹا نوٹ + تفسیر کبیر و بیضاوی کیوں سامنے نہیں رکھتے۔ کیا وہ ملتی نہیں یا انمیں اپنے برخلاف مضمون نظر آتا ہے۔

سے شواہد اس قسم کے پائے جاتے ہیں کہ احسان جس کے عوض میں محسن کو محسن الیہ سے اپنے احسان سے چند گونہ امید ہو جائز ہے۔ علامہ جار اللہ زمخشری اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا دونوں آیتوں کی تفسیر میں یہ حدیث نقل کرتا ہے اور ہدیہ مذکور کے جواز پر اسکو شاہد پیش کرتا ہے۔ المستغزر مثاب بھبتہ۔ مستغزر عرب کی عرف میں اس شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے کے پاس ہدیہ لیجاوے۔ اور اُس سے صد گونہ کی امید رکھتا ہو۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک جوان اونٹ ہدیہ کیا۔ آپ نے اسکے عوض میں چھ جوان اونٹ مرحمت فرمائے۔ اعرابی نے اس مرحمت کو قلیل سمجھا۔ اور غصہ ہوا حضرت نے عہد کیا کہ آج کے بعد میں قریشی۔ انصاری۔ ثقفی۔ دوسی۔ کے بغیر کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرونگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ عن ابی ھریرۃ ان اعرابیا اھدی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکرۃ فعوضہ منہا ست بکرات فسخط فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان فلانا اھدی الی ناقۃ فعوضتہ منہا ست بکرات فظل ساخطا ولقد ھممت ان لا اقبل ھدیۃ الا من قریشی او انصاری او ثقفی او دوسی۔ ایک دوسری حدیث کا یہ مضمون ہے جس کو کوئی شخص عطا کرے اگر معطی الیہ کو کچھ ملجاوے تو وہ بھی معطی کو کچھ عوض دیوے ورنہ کفران نعمت

ساتواں نوٹ :- ایک حدیث ہدیہ شتر یا ہدیہ مستغزر آپکو نظر آئی باقی احادیث پر جو ہبہ بالعوض نقود میں فضل اور نسیہ دونو کو حرام کرنے میں نگاہ نہ پڑی ؎ حفظت شیئًا وغابت عنک اشیاء۔

اٹھواں نوٹ :- اولًا اس حدیث کی صحت محل بحث ہے۔ ثانیًا اس حدیث کے مطلب کو مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں آپ اس حدیث کا محل اور مطلب نہیں سمجھے ہبہ یا ہدیہ بالعوض نقود کا اسمیں داخل نہیں کتب فقہ دیکھیئے اور کتب حدیث بھی ملاحظہ فرمایئے جنمیں ہبہ بالعوض نقود میں نسیہ اور فضل کو حرام کہا ہے۔

نواں نوٹ :- اس حدیث کو بھی آپ نہیں سمجھے ؎ چندیں مدت فتوے نویسی کرائی ہنوز زرد شتر را نشناختی۔

دسواں نوٹ :- اس حدیث کو مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ اس حدیث میں ہدیہ لینے والے کو ہدایت مکافات ہے ہدیہ دینے والے کو اجازت طلب عوض نہیں ہے۔ افسوس یہ فہم اور حرص فتوی نویسی۔ طرفہ یہ کہ اپنی غلط فہمی سے سلف پر

ہوگا یہ حدیث بھی ترمذی اور ابوداؤد میں ہے۔ اور اسکے الفاظ یہ ہیں۔ من اعطی عطاء فلیجز بہ
ومن لم یجد فلیثن من اثنی فقد شکر ومن کتم فقد کفر الخ یہ حدیث تہادوا تحابوا
بہ ہبہ و دیگر ہدیہ کرنا سکھاتی ہے۔ آثار اور احادیث کے واقف پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ احسان
عوض کی نیت پر سلف کرام کا معمول تھا۔ خود حضور علیہ السلام اعرابی کو اسکے احسان سے زیادہ
احسان کرتے ہیں۔ اگر اسکا فعل حرام ہوتا تو آپ اسکی عملی تصدیق نہ کرتے۔ اور اعرابی کی نیت تو
اسکی خفگی سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ زیادت در زیادت کا طالب تھا۔ مجھے اس معاہدہ کے حرام
کہنے کی کوئی وجہ نظر نہیں + آتی ہے۔ معاہدہ کو فی نفسہ اگر دیکھا جاوے تو اس پر کوئی حکم نہیں قائم
ہوتا۔ اور جس کی نسبت معاہدہ ہے وہ چیز حلال ہے تو وہ معاہدہ بھی حلال ہے۔ اور اگر وہ چیز
حرام [illegible] یہ وصف ہے
کہ وہ ایک مباح یا مستحب چیز کو واجب بنا دیتا ہے۔ اور اسمیں کسی کو بحث نہیں ہے سلنخن فیہ
میں جس چیز پر معاہدہ ہے وہ چیز کیا ہے مغموم مصیبت زدہ کی دستگیری کون کہتا ہے
کہ یہ حرام ہے۔ اسلام نے تو ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ۔ تعاونوا تناصروا۔ ہمدردی کو حرام
کہدینا خدا جانے کس قاعدہ پر مبنی ہے۔ اگر وہم + ہو سکتا ہے تو صرف یہی کہ ہمدردی کی نیوالی

گیارہواں نوٹ + ۔ نظر کیونکر آوے نہ آپ خود فقیہ ہیں۔ اور نہ فقہاء کی تقلید اختیار کرکے انکی کتب کیطرف رجعت
کرتے ہیں۔ ہیں مقلد۔ اور بن بیٹھے ہیں مجتہد اقوال صریحہ فقہاء کو چھوڑ کر بے سمجھی بن سوچے احادیث سے
جا لپٹے پھر نظر کیا آوے۔ ایسے لوگونکو اجتہاد سے منع کرنے میں فقہاء و اصولین مصیب ہیں۔ ہمارا بھی فتوی
ہو کہ ایسے لوگوں کو تقلید فقہاء لازم ہے۔ اور اجتہاد منع۔

بارہواں نوٹ + ہمدردی کہاں ہے یہ تو خودغرضی و بدنیتی ہے جسکو آپ بھی خوب سمجھے ہوئے ہیں درچنانچہ نوٹ
آیندہ میں بتایا جائیگا۔ مگر بے سمجھی سے اسکی تصحیح کے درپے ہیں جو ہو بھی نہیں سکتی۔

تیرہواں نوٹ۔ + یہی تو ہم تمہارا اور شاعر کی ڈاڑھی میں تنکا یاد دلایا ہو کہ آپکے خیال میں بھی
یہاں ہمدردی نہیں خودغرضی ہے پھر جو اس وہم کا ازالہ آپنے کیا ہے وہ کافی نہیں ہوا۔

کو دوسرے موقع پر اپنی یا اپنے وارث کی ہمدردی مقصود ہے۔ اور یہ معونت لوجہ اللہ نہیں ہے مگر اس بحث کو میں کافی طور پر لکھ چکا ہوں۔ کہ ہدیہ یا احسان غریدمال کی نیت پر بھی جائز ہے تو پھر اس معاہدہ بھی جائز ہے۔ ابن ماجہ کی یہ حدیث † کہ اصنعوا لال جعفر طعاما۔ کوئی آل جعفر سے اور ان مخاطبین سے مخصوص نہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ میّت کے وارثوں کی دستگیری اچھا کام ہے۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ زید مر گیا ہے اور اس کے وارثوں کے لئے عمر نے اس حدیث کے موافق ایک روپیہ بھیج دیا۔ کیونکہ طعام پکانے سے انکی معونت مراد ہے۔ یا معونت ثابت ہے۔ اب عمرو کے مرنے پر اگر زید کے وارثوں نے بھی عمرو کے وارثوں کی دستگیری کی تو کیا اُنکے حق میں یہ حدیث منسوخ † ہو گئی ہے۔ انہوں نے بھی تو اس حدیث پر ‡ عمل کیا۔ اب قباحت کیا ہے۔ اگر غور سے سوچا جاوے تو یہ انجمن ایک ہی قسم کے چند در چند معاہدات کا نام ہے۔ صرف دو شخصوں کا یہ معاہدہ کہ ہم میں سے جو پہلے مرے اسکے وارثوں کو ہم میں سے جو زندہ ہوگا۔ بنا بر اس معاہدہ کے فلاں چیز سے امداد دیگا۔ ہزار یا [illegible] ہے۔ صرف زید عمرو کے درمیان اس معاہدہ کا قایم ہونا اگر جائز ثابت ہو گیا تو ہزاروں کروڑں کے درمیان بھی جائز رہیگا کیونکہ اس جگہ یعنے ہزاروں کے درمیان کوئی محرم پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جس شخص نے ایک روپیہ زید کے وارثون کو ہدیہ کیا تو اسکو زید کے وارثوں سے تو کوئی کثرت کی امید نہیں ہے۔ اگر اسکو کثرت کی امید ہے تو کثیر التعداد معاہدوں سے ہے۔ تو ایک معاہدہ میں نفع اور نقصان کی امید مساوی ہے۔ کثرت نفع کثرت معاہدوں کا نتیجہ ہے۔ اور کثرت معاہدون کی احادوں کی حلت کی علت سے حلال ہے۔ کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین مطبوعہ مصر

چوبیسواں نوٹ † اس حدیث کو بھی مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں طعام ال جعفر کے عوض کچھ دیا جاتا مشروط ہوتا تو

ہر کہ تمسک اینجا بست صحیح ہو تا اے سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا است

پچیسواں نوٹ † حدیث منسوخ نہیں ہے۔ آپکی تحریر منسوخ ہونے کے لایق ہے

سولہواں نوٹ ‡ اس مقام میں جو کچھ آپنے کہا ہے اس میں غور سے مطلقاً کام نہیں لیا۔ اسکی تفصیل اس فتوی کے جواب میں آئیگی

صفحہ ۱۳۷ میں ہے کہ وزیر جمال الدین محمد بن علی بن ابی منصور اصفہانی اور اسد الدین شیرکوہ جرنیل سلطان نورالدین کے فیمابین یہ معاہدہ# تھا کہ ہم میں سے جو پہلے مرے اسکو جو ہم میں سے زندہ ہوگا اپنی گرہ سے مال خرچ کر کے حرمین شریفین میں پہنچا کر دفن کریگا۔ اور اس معاہدہ کے مابعد جمال الدین مرگیا۔ پھر شیخ ابوالقاسم کی معرفت اس معاہدہ کا ایفا ہوا۔ شیرکوہ سے اتنا مال لیا گیا کہ جمال الدین کی نعش حرمین شریفین کو پہنچائی گئی۔ اور اُس مال سے قرآن شریف کے پڑھنے والے صوفی مقرر کئے گئے۔ یہ معاہدہ ایک فاضل کی معرفت تکمیل کو پہنچا۔ اور قریبًا اس معاہدہ کے ہم شکل++ ہے۔ کیونکہ اس میں بھی وارثوں کو دستگیری تھی۔ سہولت اور کثرت امداد صرف ہیئت اجتماعی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ معاہدہ بجنسہا صرف ایک ہی ہے جو بہت سے اشخاص کے فیمابین قرار پا کر انجمن کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ میری رائے میں یہ معاہدہ جائز معاہدہ ہے۔ اور تمام شروع ہے۔ اسکی ماہیت صرف یہی ہے کہ ممبرونکی جتنی تعداد ہوگی اسیقدر ہدیہ جات کے باہم معاہدات ہونگے۔ اور کسی معاہدہ میں بھی کسی معاہدہ کرنے والے کو اپنے دوسرے حلیف سے اپنے ہدیہ سے [illegible] اور بہت سی حلیفوں سے پیدا ہوئی ہے۔ اور جب ایک سے بھی یہ امید جائز تھی تو بہتوں سے بطور اولے جائز ہے۔ کیونکہ دونوں طرفوں سے برابری موجود ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔+

ابوالفیض محمد حسن فیضی متوطن بھین علاقہ چکوال ضلع جہلم۔+

سترھواں نوٹ# وزیر اور جرنیل میں جو معاہدہ ہوا تھا۔ اسمیں کوئی معاوضہ نہ تھا۔ افسوس آپ ایسی ٹی بات کو نہ سمجھے۔ فقہ وحدیث کی دقیق بات کیا سمجھیں گے۔ پھر مفتی بننے کی حرص؟ لاحول ولا قوۃ

اٹھارھواں نوٹ++ غلط ومغالطہ دہی ہے، اُسمیں کوئی مناسبت نہیں۔ وہاں محض احسان بلا بدل ہے۔ یہاں معاملہ بالعوض اور بدل کی شرط سے ہے اور جب یہاں احاد کا یہ معاہدہ بالعوض ناجائز ہے تو مجموعہ معاملات واگر انکو فرض کیا جاوے کب جائز ہوگا۔

سابق الذکر تین انجمنوں کے علاوہ اسی قسم کی ایک انجمن خیر اندیش اہل اسلام ہندوستان لاہور ہے جس کا رسالہ شادی فنڈ ہمارے پاس لاہور سے پہنچا ہے۔ ہر چند اسکے متعلق استفتاء نہیں آیا۔ مگر چونکہ اسکا اور باقی تین انجمنوں کا اصل اصول ایک ہے۔ مقصود ایک ہے۔ مذہب ایک۔ بعض ممبر و ڈائرکٹر مشترک۔ لہذا وہ انجمن اور اسکا رسالہ بزبان حال استفتا کر رہا ہے۔ اس قسم کے استفتا اور بہت ہیں۔ مگر سب کا بالاستیعاب نقل کرنا مزید تطویل کا موجب ہے۔ یہ جسقدر تفصیل یا تطویل عمل میں آئی ہے۔ یہ بھی صرف اس امر کے جتانے کی غرض سے ہوئی ہے کہ انجمنوں کے متعلق شرعی فتوے شائع کرنے سے اشاعۃ السنہ کا مقصود خودنمائی یا کسی شخص سے معرکہ آرائی یا کسی شخص یا جماعت کو نقصان رسانی یا کسی شخص یا جماعت کی عیب بیانی ہرگز نہیں۔ بلکہ اس سے مقصود صرف ان انجمنوں کو اور دیگر مسلمانان طالبان حق کو صرف حکم شرعی بتانا اور اخوان دین مسلمین کو ایک گناہ سے بچانا جسپر تازہ باعث وہ استفتا ہوئے ہیں۔ ان استفتاؤں کا جواب تحریر کرنے سے پہلے چند مسائل شرعیہ فقہیہ کا بطور تمہید بیان کرنا ضروری ہے۔ تاکہ جواب میں صرف ان مسائل کا حوالہ دینا کافی ہو [illegible] تفصیل ان [illegible] ہے۔

(پہلا مسئلہ)

حنفی مذہب اور دیگر مذاہب میں قرض کا نفع اٹھانا مثلاً سو روپیہ قرض دیکر ایک سو روپیہ پر ایک پیسہ لینا یا خراب چیز قرض دیکر اچھی چیز لینے کی شرط کر لینا حرام ہے۔ اور یہ سود میں داخل ہے۔

درمختار میں ہے کہ اگر کوئی اس شرط سے ناقص دراہم قرض لے کہ اسکے بدلے اچھی چیز

القرض لا يتعلق بالجائز من الشروط فالفاسد منها لا يبطل ولكنه يلغو شرط رد شیء اخر فلو استقرض الدراهم مكسورة على ان يؤدى صحيحا كان باطلا وكذا لو اقرضه طعاما بشرط رده

ادا کریگا تو یہ شرط باطل ہوگی۔ اگر کسی نے ناج قرض دے اس شرط سے کہ وہ اسکو دوسری جگہ لیجا کر ادا کرے تو یہ شرط بھی باطل ہے اور مدیون پر ویسی ہی چیز کا ادا کرنا واجب ہے جیسے اُسنے لی تھی۔ ہاں بلا شرط بری

فی مکان اٰخر وکان علیہ مثل ما قبض فان قضاہ اجود بلا شرط جاز ویجبر الدائن علی قبول الاجود وقیل لا (بحر) وفی الخلاصۃ القرض بالشرط حرام والشرط لغو بان یقرض علی ان یکتب بہ الی بلد کذا لیوفی دینہ وفی الاشباہ کل قرض جر نفعا حرام فکرہ للمرتھن السکنیٰ فی المرھون باذن الراھن (درمختار صفحہ ۴۵۳)

چیز کے بدلے اچھی دیدے تو جائز ہے۔ قرضخواہ اس لینے سے انکار کرے تو وہ مجبور کیا جائیگا۔ خلاصہ میں ہے کہ شرط کے ساتھ قرض حرام ہو اور وہ شرط لغو ہوگی جیسے کوئی کسی کو قرض دے اس شرط سے کہ وہ دوسرے شہر اسکے ادا کرنے کے لئے چٹھی (یا ہنڈی) لکھدے تاکہ وہ اس ذریعہ سے اپنا قرض اس شہر میں ادا کرے (جس سے وہ اس شہر میں خود جانے سے یا منی آرڈر یا ہنڈوی کی فیس ادا کرنے سے بچ جائے)

اشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ جو قرض نفع دے وہ حرام ہے (یہانتک کہ) مرہون مکان میں مرتہن کو سکونت کرنا گو باذن مالک ہو جائز نہیں ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ ہنڈوی کرانا جسکی

ویکرہ السفاتج [illegible] المقرض سقوط خطر الطریق وھذا نوع نفع استفید بہ وقد نہی الرسول علیہ السلام علی کل قرض جر نفعا (ہدایہ صفحہ ۱۱۴ جلد ۳)

[illegible] ہے کہ کوئی شخص کسی مہاجن کو کچھ روپیہ بطور قرض دے اور اسکا ادا کرنا دوسری شہر میں ٹھہرالے تاکہ راستہ کے نقصان کا خطرہ جاتا رہے۔ تو یہ جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا قرض سے نفع اٹھانا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قرض سے جو نفع لائے منع کیا ہے۔

مرہون سے مرتہن کے نفع اٹھانے میں جو اور ائمہ شافعی وغیرہ کا اختلاف ہے۔ یا جو ہنڈوی دمنی آرڈر کے متعلق بحث وکلام ہے۔ اسکی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۱۲ میں ہو چکی ہے۔ اس مقام میں صرف یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ حنفی مذہب میں سود کا نفع خواہ کسی قسم کا ہو حرام ہے۔ اور داخل سود۔ جو عبارات مذکورہ سے حاصل ہوا۔

(دوسرا مسئلہ)

روپیہ کا مبادلہ روپیہ (یا غیر مضروب چاندی یا سونے) سے بیع صرف کہلاتی ہے جسمیں دونو عوض کا دم نقد اور دست بدست دینا شرط ہوتا ہے۔ اور اگر ایکطرف اودہار ہو مثلاً آج روپیہ دیں اور اُسکے بدلے دوسرا روپیہ یا چاندی یا سونا ایک ساعت کے بعد (چہ جائے سال دو سال کو) لیں تو شرعاً ربو کہلاتا ہے۔ اور اسکو ربا النسیہ (یعنے اودہار کی وجہ سے سود) کہتے ہیں۔ اس سود کے حرام ہونے میں کسی مذہب کا اختلاف نہیں ہے۔ اس باب میں جو احادیث صحیحہ نبویہ وارد ہیں۔ اسکی تفصیل اور اودہار کے سود ہونے کی عقلی دلیل اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ کے نمبر ۷ میں بصفحہ ۲۰۳ و ۲۰۵۔ بیان ہو چکی ہے۔ اس مقام پر صرف ان حنفی بہائیوں کے جو اسوقت ہمارے مخاطب ہیں اطمینان کے لئے کتب حنفی فقہ کی عبارات نقل کیجاتی ہے۔

برہان شرح مراتب الرحمن میں ہے کہ صرف اس بیع کا نام ہے جسمیں داموں کا (دانسے) مبادلہ ہو ایک چیز کا اپنی جنس سے (جیسے چاندی کا چاندی یا سونے کا سونے سے) یا غیر جنس سے جیسے سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے) اس میں دونوں عوض کا مبادلہ کرنے والوں کے جدا ہونے سے پہلے قبضہ میں آجانا شرط ہے اُس میں سبھی کا اتفاق ہے۔ اور اس کتاب کے باب الربوٰ میں لکھا ہے کہ جس مبادلہ کے عوضین مین دونو صفتین قدر و جنس کا ایک ہونا پایا جاتا ہے جیسے چاندی کی بیع چاندی سے وہاں بڑہوتری اور اودہار دونو حرام ہیں۔ اور

الصرف بيع الثمن اى الذهب والفضة بالثمن جنسا بجنس كالذهب بالذهب او فضة بفضة او جنسا بغير جنس كذهب بفضة او فضة بذهب ويشترط فى الصرف سواء كان بالجنس او بغيره التقابض قبل الافتراق باجماع العلماء (برهان باب الصرف) وقال قبله فى باب الربو- فان وجد الوصفان اى القدر والجنس حرم الفضل والنساء و ان عدما حلا وان وجد احدهما اى احد الوصفين بان وجد القدر دون

الجنس كالحنطة بالشعير او الجنس دون القدر كثوب بجنسه حرم النساء فقط اى دون الفضل فحرمة ربو الفضل بالوصفين وحرمة ربو النسيه باحدهما (برہان)	جہاں دونو صفتیں معدوم ہوں۔ (جیسے روپیہ کی بیع غلہ سے) وہاں ٹرہوتری اور ادہار دونو حلال ہیں۔ اور جہاں صرف ایک صفت موجود ہو جیسے گندم کی بیع جَو سے

یا سونے کی بیع چاندی سے وہاں ادہار حرام ہے۔ ٹرہوتری حرام نہیں ہے۔ ایسا ہی ہدایہ اور درمختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے (تفسیر المسئلہ)

جو ہبہ یا ہدیہ یا صدقہ بالعوض ہو یعنے اس ہبہ یا ہدیہ یا صدقہ سے بدلہ لینا شرط ٹھرایا گیا ہو۔ یا اسی بدلہ کے مقابلہ میں اور اسکا نام لیکر ہبہ کیا گیا ہو۔ یا ہدیہ یا صدقہ دیا گیا ہو وہ ہبہ اور ہدیہ اور صدقہ نہیں رہتا۔ بلکہ وہ بیع ہو جاتا ہے۔ اسپر بیع کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

برہان شرح مواہب الرحمن میں ہے کہ ہبہ کسی چیز کا کسی کو بلاعوض مالک

الهبة هي تمليك العين بلا عوض فخرج البيع لانه تمليك عين بعوض (برہان)	[illegible] دینے کا نام ہے۔ بلاعوض کہنے سے بیع ہبہ سے جدا ہو گئی۔ کیونکہ وہ بھی کسی چیز کا

مالک بنا دینا ہے۔ مگر بالعوض۔

درمختار میں ہے ہبہ مفت کسی چیز کا دوسرے کو مالک بنا دینا ہے۔ کیونکہ ہبہ میں عوض کا

هو تمليك العين مجانا اى بلا عوض لان عدم العوض شرط فيه (درمختار ص ۶) والصدقة كالهبة بجامع التبرع وح لا تصح غير مقبوضة ولا فى مشاع تقسم ولا رجوع فيها ولو على غنى لان المقصود فيها الثواب لا العوض (درمختار ص ۶۰۸)	نہ ہونا شرط کیا گیا ہے۔ اور درمختار میں کہا ہے کہ صدقہ بھی ہبہ کی مانند ہے اسمیں اُسمیں وصف مشترک تبرع و احسان ہے۔ لہذا وہ صدقہ بھی غیر مقبوضہ اور قابل قسمت چیز کا صدقہ بلا تقسیم صحیح نہ ہوگا۔ اور اسمیں رجوع بھی جائز نہ ہوگا اگرچہ وہ صدقہ غنی پر ہو۔ کیونکہ صدقہ سے

مقصود ثواب آخرت ہوتا ہے۔ نہ عوض دنیا۔

شیخ عبد الحق صاحب حنفی محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ

والصدقة ما ينفق على الفقراء ويراد ثواب الاٰخرة ولا يكافى وفيه ذل للمعطى له والهدية يراد بها الاكرام ينفق على الاغنياء (لمعات)

میں کہا ہے کہ صدقہ فقیروں پر کیا جاتا ہے جس سے ثواب آخرت مقصود ہوتا ہے۔ نہ اس کا کوئی دنیاوی بدلہ۔ اس سے فقیر کی ذلت مقصود ہے۔ اور ہدیہ سے دوسرے کا اعزاز مقصود ہوتا ہے اور وہ غنیوں پر کیا جاتا ہے۔

ان تصریحات فقہاء سے جو ہبہ و ہدیہ کی تعریفات میں منقول ہوئی ہیں ثابت ہوتا ہے کہ ہبہ ہدیہ اور صدقہ ایک ہی چیز ہیں جس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بلا عوض دنیاوی ہو اور جس ہبہ یا ہدیہ یا صدقہ کا عوض دنیا میں لینا شرط ٹھرایا جائے یا اسی کے عوض میں وہ وقوع میں آوے وہ ہبہ ہدیہ صدقہ نہیں رہتا بیع ہو جاتا ہے۔ ومہذا فقہاء نے اس مسئلہ کو جدا گانہ اور مستقل طور بھی بیان کیا ہے [illegible] ہے۔

درمختار میں اس مسئلہ میں دو قیدیں لگا دی ہیں۔ اول یہ کہ ہبہ کا عوض متعین

واذا وقعت الهبة بشرط العوض المعين فهو هبة ابتداء وهذا اذا قال وهبتك على ان تعوضني كذا اما اذا قال وهبتك بكذا فهو بيع ابتداء وانتهاء وقيد العوض بكونه معينا لانه لو كان مجهولا بطل اشتراطه (درمختار ص ۶۰)

ونقل فى المجتبى انه يشترط فى العوض ان يكون مشروطا فى عقد الهبة واما اذا عوضه بعده فلا (درمختار ص ۶۰)

چیز ہو مجہول نہ ہو۔ دوسری یہ کہ وہ عوض پہلے مشروط ہو۔ بلا شرط کوئی ہبہ کا عوض دیدے تو اس سے ہبہ بیع نہیں بن جاتا اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر ہبہ کے وقت یوں کہا جاوے کہ میں نے فلاں چیز فلاں چیز کے بدلے دیدی تو شروع ہی سے بیع ہو جاتی ہے۔

(چوتھا مسئلہ)

ہبہ یا ہدیہ یا صدقہ بالعوض اگر روپیہ یا چاندی یا سونا ہو تو

اسکے عوض کا دم نقد اور اسی مجلس ہدیہ یا صدقہ ہیں دیا جانا شرط ہے۔ اور اگر آج کوئی بطور ہدیہ یا ہبہ یا صدقہ روپیہ کسی کو دے۔ اور اسکا عوض یا بدلہ ایک ساعت کے بعد دوسرے جلسہ میں لینا ٹھہرا لے (چہ جائیکہ ایک سال یا کئی سال کے بعد لینا مقرر کرے) تو یہ سود ہو جائیگا۔ اگرچہ ایک روپیہ کے بدلے ایک ہی روپیہ لے۔ **اس مسئلہ کی دلیل یہ ہے** کہ ہبہ بالعوض بیع کا حکم رکھتا ہے (چنانچہ مسئلہ سوم میں ثابت ہوا) اور روپیہ کی بیع روپیہ سے ہو تو اسمیں اودھار سے سود لازم آتا ہے۔ (چنانچہ مسئلہ دوم میں بیان ہوا۔)

حنفی مذہب میں روپیہ کے عوض میں روپیہ دینے میں تاخیر کو ناجائز کہتے ہیں یہاں تک تشدد و مبالغہ کیا جاتا ہے کہ اسمیں قرض کی (جو بنظر ابتدائی حالت صرف عاریت ہوتا ہے۔ اور تبرع و احسان کہلاتا ہے۔ اور اسکا بیع ہونا صرف آخری حالت کی نظر سے ہوتا ہے۔ جب وہ قرض ادا کیا جاتا ہے) ادا کرنے میں تاخیر کرنی اور مطالبہ قرضخواہ کے وقت کوئی میعاد مقرر کرنیکو جائز نہیں رکھا جاتا۔ اس مسئلہ کی تفصیل ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ا جلد ۱۲ میں کر چکے ہیں۔ اس مقام میں صرف حنفی مذہب کا [illegible] صاحب الرحمن نقل کیجاتی ہے جسمیں یہ تصریح ہے کہ دراہم کے مبادلہ میں اودھار حرام ہے۔ جو اصل رسالہ نمبر ا جلد ۱۲ میں ہے برمات میں کہا ہے کہ ہر ایک دَین کو جو نقد واجب الاداء ہو میعادی کر دینا درست ہے۔ بجز قرض کے کہ اسمیں میعاد صحیح نہیں یعنی اسمیں میعاد مقرر ہو تو بھی قرضخواہ جب چاہے اپنے قرض کو وصول کر سکتا ہے۔ ہمارے (حنفیہ کی) دلیل عدم صحت میعاد قرض یہ ہے کہ قرض ابتدائی حالت کی نظر سے تو ایک احسان اور ایک چیز کا عاریۃً دینا ہے۔ اور آخری حالت ادائی کی نظر سے وہ ایک معاوضہ ہے۔ پس اگر اسکو

وصح تاجیل کل دین الا القرض حتی لو اجله لا یثبت وله المطالبة فی الحال ولنا ان القرض اعارة وتبرع ابتداء ومعاوضة انتهاء فعلی اعتبار الابتداء لا یلزم التاجیل فیه کالاعارة فلهٰان یستردها من ساعته اذ لا جبر فی التبرع وعلی اعتبار الانتهاء لا یصح التاجیل فیه لانه مبادلة الدراهم بمثلها

نسیئۃ وهو حرام (برہان مختصر او مسئلہ فی الہدایہ صفحہ ٦ جلد ٣)

ابتدائی حالت کی نظر سے دیکھا جائے تو اسمیں میعاد کا واجب اللحاظ ہونا ضروری نہیں

جیسا کہ عاریت کی چیز میں یہ امر لازمی نہیں۔ جو شخص اپنی چیز کسی کو عاریت دے وہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ کیونکہ احسان میں جبر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اسکو آخری حالت کی نظر سے دیکھا جائے تو اسمیں میعاد جائز ہی نہیں۔ کیونکہ اسکا نتیجہ یہ ہے کی روپیہ بیع ہی نہیں ایک جانب سے اور دینار کی بیع ہے ربا لازم آتا ہے جو حرام ہے۔

(پانچواں مسئلہ)

زمانہ جاہلیت میں قمار کی کئی صورتیں مروج تھیں۔ جنکو خدا تعالی اور اسکے رسول نے منع کیا۔ اور علماء اسلام نے انکی ممانعت پر اتفاق کیا ہے۔ ازانجملہ ایک صورت معمولہ مشرکین جاہلیت وہ تھی جسکو تفسیر کشاف۔ کبیر۔ معالم وغیرہ میں بیان کیا ہے

قال صاحب الکشاف کانت لهم عشرۃ اقداح وهی الازلام والاقلام الفذ والتوأم والرقیب والحلس والمسبل والمعلی والنافس والمنیح والسفیح والوغد لکل واحد منها نصیب معلوم من جزور ینحرونها عشرۃ اجزاء وقیل ثمانیۃ وعشرین جزأ الا ثلثۃ وهی المنیح والسفیح والوغد فللفذ سهم وللتوأم سهمان وللرقیب ثلثۃ وللحلس اربعۃ وللنافس خمسۃ وللمسبل ستۃ وللمعلی سبعۃ یجعلونها فی الربابۃ وهی الخریطۃ ویضعونها علی ید عدل ثم یجلجلها و یدخل یدہ فیخرج باسم رجل رجل

کہ مشرکین عرب چند آدمی ملکر ایک اونٹ ادھار خریدتے۔ اور اسکے گوشت کے دس حصے کرتے پھر دس [illegible] یا پانسے [illegible] انکو بانٹتے انمیں کسی تیر یا قلم یا پانسی کا ایک حصہ مقرر کرتے کسی کے دو کسی کے تین کسی کے چار کسی کے پانچ کسی کے چھ کسی کے سات پھر وہ تیر یا پانسے ایک تھیلی میں ڈالکر ایک اور آدمی کے ہاتھ میں دیتے وہ انکو ہلا کر ملا دیتا پھر ایک ایک کے نام سے ایک ایک تیر یا پانسہ نکالتا پھر جسکے نام کا جو تیر یا پانسہ نکلتا وہ اسکا مقرری حصہ لے لیتا تین تیر یا پانسے انمیں سے حصہ سے خالی ہوتے جسکے نام کوئی تیر یا پانسہ خالی نکلتا اُس کو

قدحًا منها فمن خرج له قدحًا من ذات الانصباء اخذ النصيب الموسوم بذلك القدح ومن خرج له قدح لا نصيب له لا يأخذ شيئًا وغرم ثمن الجزور كله ÷ (تفسیر کبیر صفحہ ۳۳۱ جلد ۳ - ومثله فی المعالم صفحہ ۹۳)

وهو اصل القمار الذی کان تفعله العرب و المراد فی الآیة انواع القمار کلها قال طاؤس وعطاء ومجاهد کل شیء فیه قمار فهو المیسر حتی لعب الصبیان بالجوز والکعاب وروی عن علی فی النرد و الشطرنج انهما من المیسر (معالم صفحہ ۹۵)

المسئلة الرابعة اختلفوا فی ان المیسر هل هو اسم لذلك القمار المعین او هو اسم لجمیع انواع القمار [illegible] النبی صلی الله علیه وسلم [illegible] ایاکم وهاتین الکعبتین [illegible] فانهما من میسر العجم وعن ابن سیرین ومجاهد کل شیء فیه خطر فهو من المیسر حتی لعب الصبیان بالجوز واما الشطرنج فروی عن علی انه قال النرد والشطرنج من المیسر وقال الشافعی الخ (تفسیر کبیر صفحہ ۳۳۱ جلد ۲)

کوئی حصّہ نہ ملتا۔ اور اونٹ کی ساری قیمت اسکو دینی پڑتی۔

تفسیر معالم وغیرہ میں لکھا ہے کہ اصل قمار کی صورت یہی ہے جو عرب میں مروج تھی اور اس آیت میں سبھی صورتیں قمار کی مراد ہیں۔ طاؤس وعطاء ومجاہد تابعین امام کہتے ہیں جس چیز میں جُوا یعنی (ہار جیت) ہو وہ قمار ہے۔ یہانتک کہ جو بچے اخروٹ اور نردوں سے شرط لگا کر کھیلتے ہیں وہ بھی قمار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے شطرنج بھی قمار ہے۔ دیکھئے شرط لگا کر کھیلنا۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے [illegible] کہ تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے۔

ازانجملہ ایک صورت یہ تھی کہ جاہلیت کے لوگ زندہ حیوان کے گوشت کو انکل سے اندازہ کرتے کہ یہ دس سیر یا بیس سیر ہوگا۔ اور اسکے عوض میں کٹا ہوا گوشت دیدیتے۔ یہ سمجھکر کہ اس زندہ حیوان کا گوشت کاٹنے کے بعد بڑھگیا تو ہمارا رہا۔ گھٹ گیا تو ہمارا گیا۔

ازانجملہ ایک صورت یہ تھی کہ اسیطرح اور اسی شرط سے درخت کے پھل کا اندازہ کرتے اور اسکے عوض میں کٹا ہوا پھل دیدیتے اور کہتے کہ گھٹ گیا تو ہمارا گیا۔ بڑھ کر نکلا تو ہمارا نکلا۔ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے اس صورت کی بیع سے منع کر دیا۔ اور اکابر ائمہ نے اس نظر سے کہ اس مبادلہ پیر معاملہ کرنے والا ہار جیت میں متردد رہتا ہے اور اُسکو ایک جانب نفع یا نقصان کا علم نہیں ہوتا۔ ایسے معاملات کو قمار قرار دیا ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالک میں سعید بن المسیب تابعی امام سے روایت

مالک عن زید بن اسلم عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی علی بیع الحیوان باللحم

مالک عن داؤد بن الحصین انہ سمع سعید بن المسیب یقول من میسرة اهل الجاهلیة بیع اللحم بالشاة والشاتین (مؤطا مالک ص ۲۷۱)

مالک نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المزابنة وتفسیر المزابنة ان کل شئ من الجزاف الذی لا یعلم کیله ولا وزنه ولا عدده ابتیع بشئ مسمے من الکیل او الوزن او العدد الی ان فصله ومثل قال فیقول نما نقص من ذلک فعلی غرمه وما زاد فهو لی اضمن بالنقص لک من ذلک علی ان یکون لی ما زاد فلیس ذلک بیعًا ولا کنه المخاطرة والغرر والقمار یدخل هذا + (مؤطا مالک ص ۲۲۵)

والمزابنة وهی بیع الرطب علی النخل بتمر

ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گوشت کے ساتھ حیوان کی بیع کرنے سے منع کیا ہے۔ اور سعید بن المسیب نے کہا ہے کہ ایک بکری یا دو بکریوں سے گوشت کا بیچنا زمانہ جاہلیت کا قمار تھا۔ امام مالک نے آنحضرت سے روائت کیا ہے کہ آپ نے مزابنة سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک نے کہا ہے کہ اس مزابنة کی تفسیر یہ ہے کہ ایک چیز کی جسکا وزن ماپ عدد معلوم نہ ہو کسی معین وزن یا ماپ یا عدد سے بیع کریں۔ مشتری کہدے [illegible] جو بڑھا میرا ہوا۔ میں اس شرط سے ذمہ دار ہوں کہ کمی بیشی میری رہی۔ امام مالک نے فرمایا کہ یہ بیع نہ ہوئی جوا ہوا۔

ایسا ہی نیل الاوطار اور فتح الباری میں مزابنة کو قمار میں داخل کیا ہے۔ اور دُرِ مختار میں لکھا ہے۔ مزابنة یعنے درخت پر کھجوروں کی بیع توڑی ہوئی خرما سے انکے ماپ سے اور انکے اندازہ سے۔ ایسے ہی درخت

مقطوع مثل کیلہ تقدیراً ومثلہ العنب بالزبیب و للملامسۃ للسلعۃ والمنابذۃ و وھی نبذھا للمشتری اوالقاء الحجر علیھا من بیوع الجاھلیۃ منھی عنھا کلھا (عینی) لوجود القمار (درمختار ص ۳۶۲)

پر انگوروں کی بیع خشک منقی سے اور بیع ملامسہ (جو صرف مشتری کے ہاتھ لگا دینے سے بیع ہو جائے) اور بیع منابذہ (جو کسی چیز کو مشتری کی طرف پھینک دینے سے یا اسپر کوئی چیز ڈال دینے سے بیع قرار پاوے) یہ سب فاسد بیوع ہیں جو زمانہ جاہلیت میں تھیں انسے ممانعت ہو چکی ہے کیونکہ انمیں قمار پایا جاتا ہے۔

از انجملہ ایک صورت قمار یہ تھی (جو آجکل بھی انگریزی دوڑ میں یہی مروج ہے) کہ لوگ گھوڑ دوڑ میں دونو طرف سے شرطین مقرر کر کے گھوڑے دوڑاتے۔ جو بڑھ جاتا وہ شرط کا مال لیجاتا بعض وقت تیسرا سوار ایسا نکلتا جو دونو سے بڑھجاتا۔ اور وہ دونو کا مال شرطی لیجاتا۔ آنحضرتؐ نے اسکو بھی قمار قرار دیا ہے۔ اور تیسرے شخص کے حق میں فرمایا کہ اگر اسکو اپنے بڑھ جانیکا اور اسوجہ سے مال لے لینے کا یقین ہو تو اسکا فعل بھی داخل قمار ہے۔

شرح السنہ میں روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو شخص دو گھوڑوں میں اپنا گھوڑا داخل

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادخل فرسا بین فرسین فان کان یومن ان یسبق فلا خیر فیہ وان کان لا یومن ان یسبق فلا باس بہ رواہ فی شرح السنہ وفی روایۃ ابی داؤد قال من ادخل فرسا بین فرسین یعنی وھو لا یؤمن من ان یسبق فلیس بقمار ومن ادخل فرسا بین فرسین وقد امن ان یسبق فھو قمار (مشکوۃ ص ۲۳۹)

وشامل کرے وہ دوسرے گھوڑوں کے بڑھنے سے امن میں ہو (یعنے وہ یہ سمجھتا ہو کہ اسی کا گھوڑا بڑھ جائیگا اور وہی شرط لیگا) تو اسمیں خیر نہیں (یعنے یہ قمار ہے۔ چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں لفظ قمار صریح آگیا ہے) اور اگر وہ اس سے بے امن ہو یعنے اسکو خوف ہو۔ کہ دوسرے گھوڑے بڑھ جائینگے تو پھر اس کے شامل ہونیکا کوئی ڈر نہیں یعنے پھر وہ قمار نہیں چنانچہ دوسری روایت میں صریح یہ لفظ وارد ہے)۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ اور مجمع البحار میں اس حدیث کے یہی معنے کئے ہیں۔ اور سید جمال الدین۔ صاحب روضۃ الاحباب شارح مشکوۃ نے اور معنے کئے ہیں مگر صاحب مجمع البحار اور سید جمال الدین صاحب وغیرہ علماء نے بالاتفاق بیان کیا ہے۔ کہ

ثم ان کان المال من جھۃ واحد فجائز ولا یجوز ان کان من کل منھما الا بمحلل۔ ان سبق المحلل احد المستبقین وان سبق فلاشئ علیہ وبالمحلل یخرج من القمار لانہ کون الرجل مترددا بین الغرم والغنم وذا ینتفی بالمحلل (مجمع البحار ص۱۹ جلد ۲)

تیسرے شخص کے ذمہ بصورت پیچھے رہجانیکے کچھ دینا مقرر نہیں ہوتا اس لئے اسکے شامل ہو جانے سے گھوڑ دوڑ قمار ہونے سے نکلجاتی ہے۔ کیونکہ قمار کی تعریف اور حد یہ ہے۔ کہ آدمی اس تردد اور شک میں ہو کہ وہ کچھ لیتا ہے یا اسکو کچھ دینا پڑتا ہے۔ تیسرے شخص کو جو محلل کہلاتا ہے کچھ دینا نہیں پڑتا۔ تو اسکی وجہ سے یہ گھوڑ دوڑ قمار ہونے سے نکلجاتی ہے۔

قسطلانی نے شرح بخاری اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم اور شوکانی نے

[illegible]

یعوض بشرط ان یکون العوض من غیر المتسابقین ام الامام او غیرہ من الرعیۃ فان اخرج کل منھما مالا علی ان سبقہ الاٰخر فلہ لیحرزان کلا بینھما مترددبین ان یغنم او یغرم وھو صورۃ القمار الا ان یکون بینھما محلل فیجوز (قسطلانی ص۱۹ جلد ۵)

وان کان الجعل من المتسابقین جاز وکذا اذا کان بینھما ثالث محلل بشرط ان لا

[illegible] زرقانی نے مؤطا کی شرح میں کہا ہے دو نو طرف سے گھوڑ دوڑ میں شرط ہو تو وہ ناجائز اور قمار ہے۔ اور اگر شرط ایک طرف سے ہو اور بصورت دونو طرف سے شرط ہونیکے انکے ساتھ تیسرا شخص محلل ایسا ہو جسکی طرف سے بصورت پیچھے رہجانیکے مال دینا شرط نہ ہو تو قمار نہیں ہے۔ کیونکہ قمار وہی ہے جسمیں آدمی کو ہار جیت اور کچھ لینے یا دینے دونو میں تردد ہو۔ ایک صورت لینے یا جیت کا علم و یقین نہ ہو۔

لایخرج من عندہ شیئاً لیخرج العقد من صورۃ القمار وھو ان یخرج کل منھما سبقا فمن غلب اخذ السبقین فان ھذا ممّا وقع الاتفاق علی منعہ وقد حکی فی البحر عن ابی حنیفۃ رح ان عقد المسابقۃ علی مال باطل (نیل الاوطار صفحہ ۲۹۶ جلد ۷)

یشترط ان یکون العوض من غیر المتسابقین او یکون بینھما ویکون معھما محلل وھو ثالث علی فرس مکافئ لفرسیھما ولا یخرج المحلل من عندہ شیئاً لیخرج العقد عن صورۃ القمار (شرح مسلم صفحہ ۱۳۳ جلد ۲)

یشترط ان لا یخرج المحلل من عندہ شیئاً لیخرج العقد من صورۃ القمار وھو ان یخرج سبقا فمن غلب اخذہ وھذا ممنوع اتفاقاً (زرقانی صفحہ ۳۲۶ جلد ۲)

دخل الجعل ان شرط المال فی المسابقۃ من جانب واحد وحرم لو شرط فیھا من الجانبین لانہ یصیر قمارًا الا اذا ادخلا ثالثا محللا بینھما الفرس کفئ لفرسیھما یتوھم ان یسبقھما والا لم یجز ثم ان سبقھما اخذ منھما وان سبقاہ لم یعطھما وفیما بینھما ایھما سبق اخذ من صاحبہ (در مختار صفحہ ۴۷۰)

نیل الاوطار و شرح فتح الباری۔ اور زرقانی میں لکھا ہے کہ دونو طرف سے شرط ہونی صورت میں گھوڑ دوڑ کے ممنوع ہونے پر اتفاق ہے۔ نیل الاوطار میں امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ مال کی شرط سے گھوڑ دوڑ باطل ہے +

اور دُر مختار میں ہے کہ انعام گھوڑ دوڑ اسی صورت میں حلال ہے۔ کہ ایک طرف سے ہو۔ اور اگر دونو طرف سے ہو تو وہ حرام ہے کیونکہ اِس صورت میں قمار ہو جائے گا ہاں اگر وہ دونوں تیسرے سوار کو بھی شامل کرلیں جو اپنے گھوڑے سے دونو کی برابری یا مقابلہ کرے۔ اس وہم و گمان سے کہ وہی بڑھے گا تو اس صورت میں ان دونو کی طرف سے انعام مقرر ہونا حلال ہے وہ بڑھ گیا تو اِن دونو سے انعام لے لیگا۔ اور اگر وہ دونو بڑھ گئے اور وہ پہلا پیچھے رہ گیا تو وہ اُن کو کچھ نہ دیگا۔ پھر ان دونو سے آگے بڑھجانیوالا دوسرے سے مال لیگا +

اِن احادیث نبویہ اور اقوال فقہیہ میں صاف بیان ہوا ہے کہ گھوڑ دوڑ جس میں دونو

جانب سے شرط ہو قمار ہے ۔ اور قمار کی تعریف وحد وحقیقت یہ ہے کہ اسکا عمل کرنے والا ۔ ہار جیت اور مال لینے یا بھر دینے میں تردد اور شک میں ہو ۔ اسکو معلوم نہ ہو کہ میں کچھ لیتا ہوں ۔ یا ہاتھ سے دے بیٹھتا ہوں ۔ اور یہی شک وتردد تینوں صورتوں میں قمار کے پایا جاتا ہے اس سے یہ عام اصول قایم ہوتا ہے کہ جس معاملہ میں معاملہ کرنے والے کو بوقت معاملہ کچھ خبر نہ ہو کہ وہ ہارتا ہے یا جیتتا ہے ۔ اُس کو کچھ ہاتھ آتا ہے یا کچھ دینا پڑتا ہے ۔ وہ معاملہ قمار میں داخل ہے ۔

اس اصول سے اِن سب لاٹریوں کا حکم شرعی یہی معلوم ہوتا ہے

جنکا آجکل رواج عام ہے رسم لاٹری انگریزوں سے نکلی ہے ۔ اور بعض ناواقف مسلمانوں نے بھی اختیار کرلی ہے جس کی **مختلف صورتیں** دیکھی اور سُنی جاتی ہیں ۔ **کبھی کوئی شخص** ایک چیز کی قیمت سو پچاس روپیہ مقرر کرکے اتنے ہی آدمیوں سے ایک ایک روپیہ وصول کرکے جمع کرلیتا ہے ۔ پھر اُن سب کے نام کی چٹھیاں لکھ کر ایک صندوق میں ڈالدیتا ہے پھر ان کو ملا جلا کر اور ہاتھ سے ایک چٹھی نکال لیتا ہے جسکے نام کی وہ چٹھی ہو اسکو وہ چیز دیدیتا ہے اور باقی سب اپنا ایک ایک روپیہ کھو کر محروم رہتے ہیں ۔ روپیہ دینے کے وقت وہ سبھی اس شک و تردد میں ہوتے ہیں کہ دیکھئے ہم ہارتے ہیں یا جیتتے ہیں ۔ ہمارے نام کی چٹھی نکل آئی تو پچاس روپیہ ملتہ آئے ورنہ ایک روپیہ بھی گیا اور **کبھی[1] لاٹری** والے بھی ایسا کرتے ہیں کہ بغیر بیع کسی چیز کے ایک یا دو یا پانچ یا دس روپیہ کی چٹھی یا حصہ مقرر کرکے فی کس سے اس چٹھی یا حصہ کا روپیہ وصول کرکے صدہا بلکہ ہزارہا جمع کرتے ہیں ۔ اس شرط سے کہ ان سب کے نام و رچٹھیاں ایک صندوق میں ڈالینگے پھر جس کا نام سب سے پہلے نکلا اُسکو منجملہ جمع شدہ رقم تیس ہزار روپیہ دینگے جسکا نام دوسرے نمبر پر نکلا اُسکو تیس[2] ہزار جس کا نام تیسرے نمبر نکلا اُسکو دس ہزار وعلے ہذا القیاس چند نمبروں تک کے نام نکال کر اُسکو مقرری رقم دینگے ۔ اسکے بعد جسکا نام نکلا وہ محروم رہیگا ۔ اور باقی کل روپیہ ان لوگوں کا جنہوں نے اس لاٹری کی تجویز نکالی تھی ۔ اس صورت میں بھی روپیہ دینے والے

[1] ایک صورت لاٹری کی وہ بھی ہے جو حکیم امام الدین صاحب امرتسری نے نکالی ہے جسکا ذکر صنہ میں مفصل ذکر ہوا ہے ۔

شک و تردد میں ہوتے ہیں کہ اگر ہمارا نام نکلا تو پانچ یا دس روپیہ دیکر دس بیس ہزار روپیہ ملجائینگے اور
اگر نام نہ نکلا تو دس پانچ روپیہ بھی جائینگے۔ لاٹری کی ان صورتوں اور اس قسم کی اور صورتوں کا
جنمیں شکی ہار جیت پائی جاتی ہے۔ اور لاٹری والوں کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ ہم تھوڑا روپیہ دیکر بہت سا
روپیہ لیتے ہیں یا دیا ہوا بھی کھو بیٹھتے ہیں حکم نصوص شرعیہ مسطورہ اور اقوال فقہیہ مذکورہ سے
صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قمار ہے۔ اور حرام ہے۔ **بعض دین دار** مگر مسائل دین
سے ناواقف مسلمان ایسے معاملے نہ اپنے نفسانی اور شخصی اغراض کے لئے بلکہ حسبۃً للہ
اور قوم کے لئے کرنے یا کرنا چاہتے۔ اور وہ صورت دوم اور اس قسم کی اور صورتوں سے روپیہ
جمع کر کے قومی کاموں میں (جیسے مدارس تعلیم و مساجد عبادت وغیرہ) میں صرف کرنیکا ارادہ رکھتے
تھے چنانچہ اس مضمون کا استفتا ریاست حیدرآباد کے ایک عہدہ دار **ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی
کمشنر انعام نے کلبرگہ** سے متداول کیا تھا جسکا ایک پرچہ ہمارے پاس بھی انہوں نے بغرض جواب
بھیجا تھا۔ ہم نے اس قسم کے سوال کا جواب لکھنے کے لئے اپنا مضمون سود قمار لاٹری وغیرہ جلد
۱۸ میں لکھنا شروع کیا تھا کہ ناگاہ قادیانی ... سے ہمارا مقابلہ شروع ہو گیا۔ اور وہ مضمون ناتمام
رہا۔ اب اس مقابلہ قادیانی سے فراغت ہوئی ہے تو یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ وہ صاحب ہمارے
اس مضمون کو اپنے استفتاء کا جواب سمجھیں[1]۔ اور نصوص و اقوال مذکورہ میں لاٹری کا حکم دیکھ
لیں۔ کہ وہ ناجائز ہے۔ اور قمار میں داخل ہے **کسی کی یہ نیت** کہ ہم اس مال کو ذاتی مصارف
میں لائیں گے۔ بلکہ دینی اور قومی کاموں میں صرف کرینگے۔ اس قمار کو جائز نہیں کرسکتی
اس نیّت کی مثال بعینہٖ ایسی ہے جیسے کوئی شراب کی تجارت کرے۔ یا گانے
ناچنے والی کسبیاں خرید کر انسے ناچنے بجانے کا کام کراوے۔ یا اُن کو زنا پر لگاوے اور
اس تجارت کی کمائی صَرف مساجد کرے جسکو امید ہے کہ کوئی مسلمان خواہ کیسا ہی ناواقف ہو
جائز نہ سمجھیگا۔ اور ان کاموں میں نیک نیّتی کا کوئی لحاظ نہ کریگا۔ جو کام بجائے خود بد ہے اس میں
کسی کی نیک نیتی کیا اثر کرسکتی ہے۔ **یہ قاعدہ کلیہ مسلّمہ** کل ہے کہ پہلے ایک کام کے جواز اور

[1] ملا صاحب کے استفہام کو ہم اس مضمون کے ضمیمہ میں بالفاظہٖ نقل کر کے اسکا مستقل جواب بھی دینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ صفحہ ۱۶ دیکھو۔

درستی کو دیکھیں۔ پھر اسکے کرنے میں نیک نیت کریں۔

تمہیدی مسائل ختم ہوئے اب ہم جواب استفتاؤں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:۔

واضح ہو کہ تنبول یا نوتہ شادی پر ہو یا موت پر اسلام میں اس کا کہیں اثر پایا نہیں جاتا اور کتب حدیث و فقہ میں اس کا نام و نشان نہیں دیکھا جاتا۔ اور نہ اسلامی بلاد میں جو ہندوستان کے اختلاط و اثر سے محفوظ ہیں یہ رسم جاری ہے۔ بلکہ یہ رسم صرف ہندوستان کی پرانی رسم ہے۔ اور ہندوستان ہی میں اسکا رواج ہے۔ ہندوستان کے ناواقف مسلمانان قدیم نے اس رسم کو ہندوؤں سے اخذ کیا ہوا تھا۔ اسوقت کی اسلامی انجمنوں نے اُسکو ترقی و رونق دیکر پہلی حالت سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ اس میں اُنہوں نے ہندوؤں کی ایک رسم کو رونق دی ہے۔ کوئی اسلامی مردہ رسم زندہ نہیں کی۔ منجملہ اسکے بانیان مسلم تنبول گورداسپورہ نے تو اپنے قواعد کے پرچہ میں اقرار کیا ہے۔ کہ اس فنڈ کو قایم کرنے میں ہندوؤں نے سبقت کی تھی۔ اُنہوں نے اُن ہی کی پیروی و تقلید اختیار کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ایہا المسلمین[۱]۔ بعد ادائے ہدایا [illegible] معلوم ہوگا کہ گورداسپورہ میں کوئی دو سال سے اہل ہنود نے ایک فنڈ بنام شادی فنڈ قایم کر رکھا ہے۔ اس میں بانیان فنڈ کو اسقدر کامیابی ہوئی کہ وہ مسلمان ممبروں کی طرف سے بے نیاز ہو گئے اور اُنہوں نے دسمبر ۱۸۹۶ء میں مسلمانوں کی شمولیت قطعاً بند کر دی۔ چونکہ تجربہ نے اس فنڈ کا مفید ہونا ثابت کر دیا ہے اور مسلمانوں کو بوجہ افلاس اس فنڈ کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی۔ اس لئے گورداسپورہ کے چند ہمدرد مسلمانوں نے خود ایک فنڈ بنام مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ میں قایم کیا ہے۔"

---

[۱] ایہا المسلمین غلط ہے صحیح ایہا المسلمون ہے ڈاکٹران فنڈ سے دو صاحبوں کے ساتھ لفظ مولوی بھی لگایا ہوا ہے۔ وہ اتنی غلطی سمجھ کر اس کی تصحیح نہیں کر سکے تو وہ اس فنڈ کے شرعی حکم کو کیا سمجھتے ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مولوی کہلا کر اس فنڈ میں شامل ہو گئے۔ عام مسلمان ان کو مولوی سمجھ کر دھوکہ نہ کھائیں۔

یہ صاف وصریح اقرار ہے کہ مسلم تنبول فنڈ نے شادی فنڈ والے ہندوؤں کی تقلید کی ہے۔ باقی انجمنوں کا گو یہ اقرار نہیں۔ مگر وہ بھی ہندوؤں کے ہی پیرو ہیں اس رسم کے اختیار کرنے میں اسلام میں اُنکا کوئی مقتدا نہیں۔

ان انجمنوں نے گو بظاہر بڑی ترقی کی اور تھوڑے عرصہ میں ان انجمنوں کے ممبروں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ اور بظاہر بعض لوگوں کو اس رسم کے ذریعہ دم نقد اور دُنیاوی مال۔ فایدہ یہ ہوا ہے کہ تین تین روپیہ دیکر اڑھائی اڑھائی سو روپیہ وصول کرلیا ہے۔ چنانچہ مسلم تنبول فنڈ مندرجہ رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۸ سے ناظرین کو معلوم ہوا۔ مگر حقیقت اور دین کی طرف نظر کرنے سے یہ ترقی تنزل سے بدتر ہے۔ اور انجام کی نظر سے اس میں دنیاوی اور مالی بھی نقصان ہے۔ پرانے دستور تنبول یا نوتہ حیات ممات کے مطابق کسی کی شادی یا ماتم پر اگر وہ ادا تنبول یا نوتہ دیتا تھا تو اسکے بدلے اُس کو وصول کرتا تھا۔ اور کوئی قید یا شرط اسکے وصول سے مانع نہ تھے۔ مگر ان انجمنوں نے اس رسم کو ایسے شروط و قیود سے مقید کر دیا ہے کہ ان کی خلاف ورزی [illegible] تنبول دیا ہوا [illegible] اپنا دیا ہوا بھی ضبط ہو جاتا ہے جس کی نظر سے یہ معاملہ قمار یا لاٹری بن جاتا ہے کہ اگر شروط انجمن کا وفا ہو تو تین روپیہ دے کر اڑھائی سو ہاتھ آگئے۔ اور اگر کسی شرط کے خلاف ہوا تو وہ بھی اور اسکے ساتھ اور پینتالیس کُل پینتالیس ہی گئے۔ اور جو دینی نقصان گناہ ہونیکا بوجھ پڑا وہ اس معاملہ کا سود ملا جو سیدھا جہنم میں لیجائیگا۔ عیاذاً باللہ من ذٰلک۔ یہ اجمالی جواب استفتاءات و بیان نقصانات ہے۔ اب ہم اس اجمال کی تفصیل کرتے ہیں۔ اور سب سے پہلے استفتاء متعلق مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ کا جواب تفصیلی دیتے ہیں۔

جواب استفتاء متعلق مسلم تنبول فنڈ گورداسپورہ

اِس فنڈ کے قواعد کا جو ۱۵ صفحہ۔ اور ۲۸۔ ۵ دفعات میں بیان ہوئے ہیں۔ خلاصہ متعلق فتوائے پانچ امور ہیں :۔

امر اوّل ممبر کے ذمہ چندہ

اِس فنڈ میں شامل ہونے والے ممبر (رکن) بوقت داخلہ (شمولیت) للعہ (دیں فیس داخلہ عمہ) چندہ سالانہ پیشگی عمہ قیمت سرٹیفکٹ (سند ممبری) ۸ر قیمت رسالہ ماہوار ۱۵ر قیمت پرچہ قواعد ار - اور پھر ہر سال ختم ہونے سے ۱۵ دن پہلے چندہ سالانہ عمہ ۱ - اور چندہ امدادی یعنے تنبول حسب شرح مقررہ خود ماہوار ۱؎ یا ۱۲ ؎ یا عمہ یا ۱۲ ر یا ۱۰ ر یا ۸ر ۱ - اور چندہ زائد جو بوقت ضرورت طلب ہو بھیجتے رہیں (دفعہ ۵ لغایت ۱۰ - اور دفعہ ۱۵ - اور دفعہ ۲۲ -)

امر دوم چندہ ادا نہ کرنے بلکہ کسی قسم کی حکم عدولی کرنے پر ممبر کا اپنے حقوق سے محروم رہنا

جو ممبر امدادی اور سالانہ چندوں کو وقت مقررہ پر ادا کرنے میں قصور کریگا اِس سے وہ چند چندہ وصول کیا جائیگا - اور اگر اُس کے ادا کرنے میں بھی اور پندرہ دن تک قاصر رہیگا تو اس کا سابق وصول شدہ چندہ ضبط ہوگا - اور اُسکے حقوق ممبری استحقاق تنبول وغیرہ سب باطل و زائل ہونگے - اور جو روپیہ وہ فنڈ سے لے چکا ہو وہ اس سے واپس لیا جائے گا (اور وہ آیت خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین کا مصداق ہوگا) دفعہ ۱۲ - ۲۴ - و ۲۹) اور نقشہ نمبر اوّل جس کے ذریعہ سے درخواست ممبری ہوتی ہے - اور اِس میں صاف اقرار کرایا جاتا ہے کہ ممبر اگر اس کے کسی قاعدہ فنڈ کا خلاف کرے گا تو اس سے وہ مستوجب تعزیر متذکرہ قواعد ہوگا - یعنے حقوق ممبری سے محروم کیا جائیگا)

امر سوم اِس فنڈ کا معاوضہ اور اُس کے شرائط

چندہ سالانہ و امدادی وغیرہ (جس کی تعداد للعہ روپیہ ہوگی) کے عوض میں ممبر کو جو کچھ بطور تنبول دیا جائیگا اُسکی تعداد ایک ہزار روپیہ سے زاید نہ ہوگی اور اِس ممبر کے دیئے ہوئے امدادی چندہ (سعہ لغایت للعہ) سے کم نہ ہوگی اِس رقم تنبول سے فیصدی ۹عمہ کاٹ کر

انجمن حمایت اسلام لاہور کو دیا جائیگا۔ اس تنبول لینے کی ایک شرط یہ ہے کہ ۴۵ روز شادی سے پہلے اطلاع مینیجر فنڈ کے پاس پہنچ جائے دوسری شرط یہ کہ وہ اپنی مقرر کردہ میعاد سرٹیفکیٹ ایک سال لغایت چھ سال سے پہلے طلب نہ کرے۔ اگر پہلے طلب کریگا تو اُس کو سرٹیفکیٹ بدلانا پڑیگا۔ اور اس کے عوض میں ایک روپیہ فیس تبادلہ دینا پڑیگا مگر پھر بھی سارٹیفکٹ یک سالا نہ بدلا نہ جائے گا۔ یعنے میعاد ایک سال سے پہلے کسیکو تنبول نہ ملے گا (دفعہ ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ و ۲۷۔)

امر چہارم عوض چندہ امدادی نہ ملنے کی صورت میں چندہ کا واپس ہونا

جو ممبر نہ بوجہ تقصیر (جسکا حکم امر دوم میں بیان ہو چکا ہے) بلکہ بوجہ مجبوری و قدرتی اسباب تنبول نہ لے سکیگا۔ اسکا صرف چندہ امدادی واپس کیا جائیگا جو دو شخصوں کو جمع شدہ رقم تنبول سے اور باقی اشخاص کو ممبروں سے بنام نہاد زاید چندہ وصول کر کے دیا جائیگا۔ اور جو روپیہ وہ جو داخلہ و چندہ سالانہ و قیمت سرٹیفکیٹ اور قیمت رسالہ وغیرہ میں دیچکا ہوگا اس سے وہ ایسا ہی محروم رہیگا جیسے ہارے ہوئے لاٹری یا قمار والے محروم رہتے ہیں۔ (دفعہ ۱۵)

امر پنجم ایکدفعہ عوض چندہ وصول کر کے ممبر کا خارج ہونا

جو ممبر تنبول وصول کرلیگا وہ ممبری سے علیحدہ ہو جائیگا یعنے نہ اسکا کوئی حق فنڈ میں رہیگا اور نہ اس سے چندہ کسی قسم کا مطالبہ کیا جائیگا جب تک کہ وہ حسب قرارداد امر اول دوبارہ چندہ دیکر داخل فنڈ نہ ہوگا۔ (دفعہ ۱۴)

ان **امور خمسہ** کے قواعد فنڈ میں پائے جانے سے **معلوم ہوتا ہے** کہ یہ معاملہ شرعاً کسی صورت سے جائز نہیں ہوسکتا۔ ان امور خمسہ کو دیکھ کر کس و ناکس کو یقین ہوسکتا ہے کہ یہ معاملہ محض تبرع و احسان بلا عوض تو نہیں ہے۔ جو معاملہ ہے بالعوض ہے اور معہذا انواع

25

شروط سے مقید و مشروط - اور معاملات بالعوض یا بیع ہوتی ہے - یا ہبہ بالعوض (جو بیع کے حکم میں ہوتا ہے) یا قرض اور یہ معاملہ ان تینوں صورتوں میں سے کوئی جائز صورت نہیں رکھتا بعض صورتوں کے فرض و تجویز سے اسمیں ربا نسیہ پایا جاتا ہے بعض صورتوں کے فرض سے ربا الفضل (ثابت ہوتی) بعض صورتوں میں ربا الفضل اور ربا نسیہ دونو اور بعض حالتوں میں قمار یا لاٹری بن جاتا ہے - غرض اس معاملہ کے جواز کی کوئی صورت بن نہیں پڑتی - اس میں **ممکنۃ الفرض** صورتوں میں **ایک صورت** یہ ہے کہ ممبر (مجموعہ اقسام کا چندہ دینے والے) کو دائن (قرض دہندہ) فرض کریں - اور اس کمیٹی کو جو بواسطہ منیجر یا سکرٹری ہر قسم کا چندہ وصول کرتی ہے - اسکا مدیون قرار دیں - اس صورت میں پینتالیس روپیہ یا کچھ زیادہ دیکر سینکڑوں روپیہ وصول کرنا قرض کا سود ہے جس کی حرمت مسئلہ **اوّل** میں ثابت ہو چکی ہے -

دوسری صورت یہ ہے - کہ اس میں چندہ دینے والے کو صرف چندہ امدادی یعنے تنبول کی نظر سے دائن فرض کریں - اور مدیون فرادی فرادی اُن جملہ اشخاص کو جنکے لئے [illegible] کمیٹی [illegible] واسطے [illegible] محض فرض کرلیں تو اس صورت میں اگر دائن ایک روپیہ تنبول کے بدلے اپنے اُن ہی مدیونوں سے جنکو وہ ایک ایک روپیہ دیچکا تھا ایک ایک روپیہ لے جیسا کہ پُرانی رسم دستور ہنود میں ہوتا تھا کہ جس کو ایک روپیہ دیا اُس سے ایک روپیہ لے لیا - تو اسصورت میں کو سود قرض پایا نہیں جاتا مگر اس میں دو خرابیاں اور لازم آتی ہیں - **اوّل** یہ کہ اس فنڈ میں اس صورت کا فرض کرنا واقع کے برخلاف ہے - کیونکہ اس فنڈ میں صرف ان لوگوں سے ایک ایک روپیہ وصول نہیں کیا جاتا جنکو دائن نے ایک ایک روپیہ دیا تھا - اور نہ بحکم قانون کمیٹی فرادی فرادی اُن لوگوں سے روپیہ دینے والا اپنے روپیہ کا مطالبہ کرسکتا ہے بلکہ یہاں تو وہ نقشہ ہے کہ کرے مونچھوں والا پکڑا جائے ڈاڑھی والا آئے کوئی اور دے کوئی - اور کیونکہ ممکن ہے بلکہ وقوع میں آتا ہے کہ جن جن اوقات میں دائن نے روپیہ دیا تھا ان اوقات میں ممبر اور ہوں - اور